ماہنامہ

ای تعلیم

etaleem

بہترین استاد
بہترین تعلم

سیکھیے، سکھائیے

October 2026

استاد کا لہجہ، بچے کی شخصیت پر اثر

پڑھانا اور سکھانا، فرق کیا ہے؟

موثر سوالات؛ بہترین تدریس کی بنیاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاد؛ علم، کردار اور معاشرتی تبدیلی کا معمار	05
موثر سوالات؛ بہترین تدریس کی بنیاد	09
استاد کا لہجہ؛ بچے کی شخصیت پر خاموش اثر	14
پڑھانا اور سکھانا، فرق کیا ہے؟	19
استاد کا لباس، انداز اور باوقار شخصیت	23
آرزو کا اک جہان تازہ پیدا کر دیا	27
مشعل دکھا رہے ہیں ترے نقشِ پا مجھے	30
مزاح کے آداب	31
شجر کاری مہم	32
فکرِ اقبالؒ کے فروغ کے لیے علمی اشتراک	33

ایڈیٹر: مالک خان سیال

ایڈوائزری بورڈ:

سید عامر محمود، محمد عامر شہزاد، محمد اسلم خان، شہباز امتیاز

ریسرچ ٹیم:

1۔ارسلان شاکر 2۔اصغر حمید

3۔یاسر نواز

ڈیزائننگ: حافظ شہزاد الحسن

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

برائے وٹس ایپ رابطہ:

0333-1211244

فی شمارہ: 200روپے

سالانہ سبسکرپشن: 2400روپے

E-5 ثمن برگ جوہر ٹاؤن، لاہور

قرآن وحدیث

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورہ المائدہ آیت 90)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔

حضرت عبیداللہ بن محصن خطمیؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جس نے بھی صبح کی اس حال میں کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو اور جسمانی لحاظ سے بالکل تندرست ہو اور دن بھر کی روزی اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لیے پوری دنیا سمیٹ دی گئی“ (جامع ترمذی 2346)

اداریہ

معیارِ تعلیم
معیارِ زندگی

استاد انسان کی زندگی میں وہ شخصیت ہے جو صرف کتابی علم نہیں دیتی بلکہ سوچنے، سمجھنے اور اچھا انسان بننے کا سلیقہ بھی سکھاتی ہے۔ والدین کے بعد استاد ہی وہ ہستی ہے جو بچے کی شخصیت، کردار اور مستقبل کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

ایک اچھا استاد اپنے طالب علم کی صلاحیتوں کو پہچانتا ہے، اس کی کمزوریوں کو دور کرتا ہے اور اسے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ استاد کا ایک مثبت جملہ، ایک اچھی نصیحت اور بروقت رہنمائی بعض اوقات طالب علم کی پوری زندگی کا رخ بدل دیتی ہے۔

استاد کی عظمت یہ ہے کہ وہ اپنی محنت کا نتیجہ فوری طور پر نہیں دیکھتا۔ وہ ایک پودے کی طرح طالب علم کی آبیاری کرتا ہے اور وقت کے ساتھ یہی طالب علم معاشرے میں مفید، ذمہ دار اور باکردار شہری بن کر سامنے آتا ہے۔

ایک مخلص استاد ہر بچے کو محض ایک طالب علم نہیں بلکہ ایک امکان سمجھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آج اس کے سامنے بیٹھا ہوا خاموش، کمزور یا الجھا ہوا بچہ کل ایک کامیاب انسان بن سکتا ہے۔ اسی لیے وہ صرف اچھے نمبروں والے بچوں پر توجہ نہیں دیتا بلکہ ہر بچے کو آگے بڑھنے، اپنی صلاحیت پہچاننے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پانے کا موقع دیتا ہے۔

آج کے بدلتے ہوئے دور میں استاد کی ذمہ داری مزید بڑھ گئی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، نئے تعلیمی ذرائع اور بدلتی ہوئی ضروریات کے باعث استاد کو مسلسل سیکھنا اور اپنی تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بنانا ضروری ہے۔ ایک مثالی استاد وہ ہے جو طلبہ کو صرف سبق نہ پڑھائے بلکہ سوال کرنا، سوچنا، تحقیق کرنا اور اپنی غلطیوں سے سیکھنا بھی سکھائے۔

استاد کا سب سے بڑا اثر اس کے کردار سے پیدا ہوتا ہے۔ وقت کی پابندی، دیانت، حسنِ اخلاق، انصاف اور شفقت وہ خوبیاں ہیں جو طلبہ خاموشی سے اپنے استاد سے سیکھتے ہیں۔ اسی لیے کہا جا سکتا ہے کہ استاد کی شخصیت خود ایک زندہ نصاب ہوتی ہے۔

معاشرے کی تعمیر بھی دراصل کلاس روم ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اگر استاد بچوں میں دیانت، ذمہ داری، احترام، تعاون اور خدمت کا جذبہ پیدا کر دے تو وہ صرف اچھے طلبہ نہیں بلکہ اچھے شہری بھی تیار کر رہا ہوتا ہے۔ ایک باکردار استاد اپنے شاگردوں کے ذریعے آنے والی نسلوں تک اپنا اثر منتقل کرتا ہے، اور یہی اس کے پیشے کی سب سے بڑی عظمت ہے۔

5 اکتوبر کا عالمی یومِ اساتذہ ہمیں اپنے محسن اساتذہ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا موقع دیتا ہے۔ یہ دن اس حقیقت کی یاددہانی بھی ہے کہ ایک اچھا استاد صرف کامیاب طالب علم نہیں بناتا بلکہ بہتر انسان اور بہتر معاشرہ بھی تشکیل دیتا ہے۔

> ”آج کا بہتر استاد
> کل کا بہتر معاشرہ“

استاد ہمارا محسن ہے، کیونکہ وہ ہمیں صرف علم نہیں دیتا بلکہ زندگی کا راستہ بھی دکھاتا ہے۔

EDUCATION
FOR A BRIGHTER
TOMORROW

مالک خان سیال

استاد: علم، کردار اور معاشرتی تبدیلی کا معمار

5 اکتوبر — عالمی یوم اساتذہ

دنیا کے ہر معاشرے کی تعمیر میں سب سے بنیادی کردار استاد کا ہوتا ہے۔ ایک اچھا استاد صرف کتاب کا سبق نہیں پڑھاتا بلکہ سوچنے کا انداز، جینے کا سلیقہ، اچھے اور برے میں فرق، محنت کی عادت اور کامیابی کی سمت بھی متعین کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کو قوم کا معمار کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، محقق، منتظم، تاجر اور رہنما سب کسی نہ کسی استاد کی تربیت سے آگے بڑھتے ہیں۔

5 اکتوبر کو دنیا بھر میں **عالمی یوم اساتذہ** منایا جاتا ہے۔ یہ دن جہاں اساتذہ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا موقع ہے، وہیں ہر استاد کے لیے خود احتسابی، تجدیدِ عہد اور اپنی تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کا دن بھی ہے۔ ایک استاد کو خود سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے کہ : کیا میری تدریس بچوں میں صرف معلومات بڑھا رہی ہے یا ان کی شخصیت بھی بنا رہی ہے؟ کیا میرے طلبہ مجھے صرف ایک استاد سمجھتے ہیں یا ایک ایسا انسان بھی جس سے وہ زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھ سکیں؟

تدریسی صلاحیتوں میں مسلسل اضافہ

تعلیم کی دنیا تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ آج کا طالب علم وہ نہیں جو دس یا بیس سال پہلے تھا۔ اس کے سامنے معلومات کے بے شمار ذرائع موجود ہیں۔ ایسے میں استاد کا کردار صرف معلومات فراہم کرنے والے فرد تک محدود نہیں رہ سکتا۔ اب استاد کو سیکھنے کا رہنما، تربیت کار اور فکری معاون بننا ہوگا۔ ایک کامیاب استاد اپنی تدریسی صلاحیت بہتر بنانے کے لیے مسلسل مطالعہ کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب تک محدود نہیں رہتا بلکہ اپنے مضمون، جدید تدریسی طریقوں، نفسیاتِ اطفال، کلاس روم مینجمنٹ، تشخیص و جائزہ اور نئی تعلیمی ٹیکنالوجی کے بارے میں بھی سیکھتا رہتا ہے۔

اساتذہ کو چاہیے کہ ہر سبق سے پہلے یہ طے کریں کہ بچے آخر میں کیا سیکھیں گے۔ صرف باب مکمل کرنا مقصد نہ ہو بلکہ **طلبہ کی حقیقی سیکھنے کی کیفیت** کو مرکز بنایا جائے۔ سوالات، سرگرمیوں، مثالوں، گفتگو، گروپ ورک اور عملی مشق کے ذریعے طلبہ کو سبق میں شریک کیا جائے۔

اچھا استاد خود بھی طالب علم رہتا ہے

بہترین استاد وہ ہے جو کبھی یہ نہیں سمجھتا کہ اس نے سب کچھ سیکھ لیا ہے۔ تدریس ایک ایسا پیشہ ہے جس میں مسلسل سیکھنا ضروری ہے۔ نئی نسل کے سوالات، ٹیکنالوجی، معاشرتی تبدیلیاں اور نئے تعلیمی رجحانات استاد کو ہر روز کچھ نیا سیکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔

اساتذہ اپنے ساتھیوں کی کلاسوں سے بھی سیکھ سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تجربات کا تبادلہ، تدریسی مشاہدہ، مختصر تربیتی نشستیں اور بہترین سرگرمیوں کا اشتراک ایک پورے سکول کے معیار کو بہتر بنا سکتا ہے۔

اسی طرح ہر استاد کو اپنی کلاس کے بعد چند منٹ یہ سوچنا چاہیے کہ آج کیا اچھا ہوا؟ کون سا حصہ بچوں کو سمجھ نہیں آیا؟ اگلی بار میں اسے کس طرح بہتر کر سکتا ہوں؟ یہی مختصر Reflective Practice وقت کے ساتھ ایک عام استاد کو غیر معمولی استاد بنا سکتی ہے۔

ہر طالب علم کو اہمیت دینا

طلبہ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ کچھ تیزی سے سیکھتے ہیں، کچھ کو وقت درکار ہوتا ہے، کچھ بول کر بہتر سمجھتے ہیں، کچھ دیکھ کر اور کچھ عملی سرگرمی کے ذریعے۔ اچھا استاد ہر طالب علم کو ایک منفرد شخصیت سمجھتا ہے۔

وہ کمزور طالب علم کو شرمندہ نہیں کرتا بلکہ اس کی چھوٹی کامیابی کو بھی سراہتا ہے۔ وہ ذہین طالب علم کو بھی مزید آگے بڑھنے کے مواقع دیتا ہے۔ وہ کلاس میں ایسا ماحول قائم کرتا ہے جہاں غلط جواب دینے پر بچے کا مذاق نہ اڑایا جائے بلکہ اسے دوبارہ سوچنے کا موقع ملے۔

ایک بچے کے لیے استاد کا ایک حوصلہ افزا جملہ کبھی کبھی پوری زندگی کا رخ بدل سکتا ہے۔ اس لیے استاد کے الفاظ انتہائی اہم ہیں۔

استاد اپنے کردار سے پڑھاتا ہے

طلبہ استاد کی باتوں سے زیادہ اس کے کردار کو دیکھتے ہیں۔ اگر استاد وقت کی پابندی کا درس دے مگر خود تاخیر سے آئے، صفائی کی تلقین کرے مگر خود اس کا خیال نہ رکھے، سچائی کی بات کرے مگر اپنے معاملات میں اس کا لحاظ نہ کرے تو اس کی نصیحت اپنا اثر کھو دیتی ہے۔

رول ماڈل استاد اپنی شخصیت میں وہ خوبیاں پیدا کرتا ہے جو وہ اپنے طلبہ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ باادب گفتگو کرتا ہے، وعدے کی پابندی کرتا ہے، غلطی ہونے پر اسے تسلیم کرتا ہے، دوسروں کا احترام کرتا ہے اور ہر طالب علم کے ساتھ انصاف سے پیش آتا ہے۔

استاد کا لباس، گفتگو، رویہ، وقت کی پابندی، مطالعے کی عادت، تحمل اور دیانت سب طلبہ کے لیے خاموش سبق بن جاتے ہیں۔

سوال کرنے کی آزادی

طلبہ کو چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر کے مختلف قومی ہیروز روایتی کلاس روم میں اکثر استاد بولتا ہے اور بچے سنتے ہیں، مگر جدید اور مؤثر تدریس میں طالب علم بھی سوال کرتا ہے، سوچتا ہے، دلیل دیتا ہے اور اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔

اچھا استاد بچوں کو سوال کرنے سے نہیں روکتا بلکہ انہیں اچھے سوال کرنا سکھاتا ہے۔ اگر کسی سوال کا جواب استاد کو معلوم نہ ہو تو "مجھے معلوم نہیں، ہم مل کر معلوم کرتے ہیں" کہنا استاد کی کمزوری نہیں بلکہ علمی دیانت ہے۔

ایسی کلاسوں میں تخلیقی صلاحیت، خود اعتمادی اور تحقیق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور خدمت گزاروں کے بارے میں مختصر تعارف تیار کروایا جائے۔ ان میں شہداء، فوجی افسران، سائنس دان، ڈاکٹر، اساتذہ، رضاکار اور امدادی کارکن شامل کیے جا سکتے ہیں۔ ہر گروپ یہ معلومات پیش کرے:

ٹیکنالوجی کو معاون بنائیں، متبادل نہیں

آج مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل وسائل، ویڈیوز، تعلیمی ایپس اور آن لائن مواد تدریس میں نئے امکانات پیدا کر رہے ہیں۔ استاد ان وسائل سے سبق کی منصوبہ بندی، مثالیں تیار کرنے، سوالات بنانے، طلبہ کے مختلف لیول کے مطابق سرگرمیاں تیار کرنے اور مشکل تصورات کو آسان بنانے میں مدد لے سکتا ہے۔

تاہم ٹیکنالوجی استاد کی جگہ نہیں لے سکتی۔ اصل طاقت اب بھی استاد کے انسانی تعلق، شفقت، فہم اور تربیتی کردار میں ہے۔ ٹیکنالوجی کو معاون بنایا جائے، مگر فیصلہ، رہنمائی اور اخلاقی تربیت استاد ہی کرے۔

طلبہ میں کردار سازی

تعلیم کا مقصد صرف اچھے نمبر نہیں بلکہ اچھا انسان بنانا ہے۔ استاد کو سبق کے ساتھ ساتھ سچائی، دیانت، صبر، تعاون، صفائی، احترام، ذمہ داری اور خدمت کے جذبات بھی پیدا کرنے چاہییں۔

روزمرہ کلاس روم میں کردار سازی کے بے شمار مواقع موجود ہوتے ہیں۔ گروپ ورک میں تعاون سکھایا جا سکتا ہے، غلطی پر معافی مانگنا سکھایا جا سکتا ہے، کلاس کی ذمہ داریاں بانٹ کر قیادت پیدا کی جا سکتی ہے اور کمزور بچوں کی مدد کے ذریعے ہمدردی سکھائی جا سکتی ہے۔

والدین کے ساتھ مثبت رابطہ

بچے کی تعلیم صرف سکول کی ذمہ داری نہیں۔ گھر اور سکول کے درمیان مضبوط رابطہ بچے کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ استاد کو والدین سے رابطہ صرف شکایت کے وقت نہیں کرنا چاہیے۔ بچے کی بہتری، اچھی عادت یا چھوٹی کامیابی بھی والدین تک پہنچائی جائے۔ والدین کو بتایا جائے کہ وہ گھر میں کس طرح بچے کی مدد کر سکتے ہیں۔

جب والدین اور استاد ایک ٹیم بن جاتے ہیں تو بچے کے لیے سیکھنے کا ماحول کہیں زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

معاشرے میں استاد کا وسیع کردار

استاد کا کردار کلاس روم کے دروازے پر ختم نہیں ہوتا۔ وہ معاشرے میں علم، برداشت، نظم، اخلاق اور مثبت سوچ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ ایک استاد اپنے محلے اور معاشرے میں تعلیم کی اہمیت اجاگر کر سکتا ہے، بچوں کے سکول چھوڑنے کے رجحان کو کم کرنے میں کردار ادا کر سکتا ہے، والدین کو بچیوں کی تعلیم کی طرف متوجہ کر سکتا ہے، نوجوانوں کی رہنمائی کر سکتا ہے اور سماجی مسائل کے حوالے سے شعور پیدا کر سکتا ہے۔

اساتذہ اگر اجتماعی طور پر مطالعہ، شجرکاری، صفائی، کتاب دوستی، ڈیجیٹل ذمہ داری اور سماجی خدمت جیسی سرگرمیوں کو فروغ دیں تو سکول پورے علاقے میں مثبت تبدیلی کا مرکز بن سکتا ہے۔

تنقید نہیں، رہنمائی

ایک عظیم استاد بچے کو اس کی غلطی سے پہچان نہیں دیتا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ "تم ناکام ہو" بلکہ سمجھاتا ہے کہ "یہ کام بہتر ہو سکتا ہے۔"

طلبہ کے کام پر ایسی فیڈبیک دی جائے جو انہیں اگلا قدم سمجھائے۔ صرف نمبر لکھ دینے کے بجائے مختصر رہنمائی کی جائے کہ غلطی کہاں ہوئی اور اسے کس طرح درست کیا جا سکتا ہے۔

یہ رویہ بچے میں Growth Mindset پیدا کرتا ہے کہ صلاحیت محنت اور مشق سے بہتر ہو سکتی ہے۔

استاد اپنی ذہنی اور جسمانی صحت کا بھی خیال رکھے

تدریس جذباتی اور ذہنی طور پر demanding پیشہ ہے۔ مسلسل کلاسیں، ریکارڈ، امتحانات، والدین سے رابطہ اور انتظامی ذمہ داریاں استاد کو تھکا سکتی ہیں۔

ایک مؤثر استاد اپنی صحت کو نظر انداز نہیں کرتا۔ مناسب آرام، مطالعے کے ساتھ تفریح، جسمانی سرگرمی، مثبت ساتھیوں سے تعلق اور وقت کی بہتر منصوبہ بندی اسے زیادہ پرسکون اور مؤثر بناتے ہیں۔

پرسکون اور متوازن استاد ہی بچوں کے لیے بہتر تعلیمی ماحول قائم کر سکتا ہے۔

یومِ اساتذہ: تجدیدِ عہد کا دن

5 اکتوبر صرف مبارک باد لینے کا دن نہیں۔ یہ استاد کے لیے اپنے مقصد کو دوبارہ یاد کرنے کا دن ہے۔ ہر استاد اس دن خود سے چند وعدے کر سکتا ہے: میں ہر بچے کو عزت دوں گا، اپنی تدریس کو مسلسل بہتر بناؤں گا، نئی چیزیں سیکھتا رہوں گا، اپنی ذات کو طلبہ کے لیے بہترین مثال بنانے کی کوشش کروں گا اور اپنے علم کو صرف کلاس روم تک محدود نہیں رکھوں گا۔

اساتذہ قوموں کی تقدیر کے خاموش معمار ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں صرف کتاب نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کا مستقبل ہوتا ہے۔ ایک مخلص استاد شاید اپنے کام کے تمام نتائج اپنی زندگی میں نہ دیکھ سکے، مگر اس کے سکھائے ہوئے طالب علم برسوں بعد معاشرے میں علم، کردار اور خدمت کی روشن مثال بن سکتے ہیں۔

عالمی یومِ اساتذہ کا بہترین پیغام یہی ہے کہ ہم صرف اچھا پڑھانے والے استاد نہ بنیں، بلکہ ایسے انسان بنیں جنہیں دیکھ کر طلبہ سیکھنا، آگے بڑھنا اور اچھا انسان بننا چاہیں۔

RESPECT
EDUCATE
EMPOWER
INSPIRE

Better Students A Kinder World

یاسر نواز

مؤثر سوالات: بہترین تدریس کی بنیاد

تدریس کا اصل مقصد صرف معلومات کی منتقلی یا نصاب کی تکمیل نہیں، بلکہ طلبہ میں سوچنے، سمجھنے، سوال کرنے اور خود نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ کلاس روم میں استاد کے پوچھے گئے سوالات اس مقصد کے حصول میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک مؤثر سوال طالب علم کو محض یاد کیے گئے جواب تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے غور و فکر، تجسّس اور نئی جہتوں کی تلاش کی طرف لے جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بامقصد اور مؤثر سوالات کو بہترین تدریس کی بنیادی مہارتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

مؤثر سوالات: سوچ اور سیکھنے کا ذریعہ

- طلبہ کو غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- سبق کو بہتر انداز میں سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔
- طلبہ میں تجسّس اور سوال کرنے کی عادت پیدا کرتے ہیں۔
- رٹنے کے بجائے سمجھ کر سیکھنے کو فروغ دیتے ہیں۔
- طلبہ کو اپنے خیالات اعتماد سے بیان کرنے کا موقع دیتے ہیں۔
- تجزیہ اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت بہتر بناتے ہیں۔
- کلاس روم میں فعال شرکت اور باہمی گفتگو بڑھاتے ہیں۔
- حاصل شدہ علم کو عملی زندگی سے جوڑنے میں مدد دیتے ہیں۔

سوال اٹھے تو سوچ کو پرواز ملتی ہے،

علم کی راہوں کو نئی آواز ملتی ہے۔

مؤثر سوال کی خصوصیات:

کلاس روم میں پوچھا جانے والا ہر سوال محض جواب حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہوتا، بلکہ ایک مؤثر سوال طلبہ کی سوچ کے نئے دریچے کھول سکتا ہے۔ اچھا سوال وہ ہے جو سبق کے مقصد، موضوع کی نوعیت اور طلبہ کی ذہنی سطح کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس انداز سے ترتیب دیا جائے کہ وہ انہیں صرف یاد کیے ہوئے جواب تک محدود نہ رکھے، بلکہ سوچنے، سمجھنے، تجزیہ کرنے اور اپنے سابقہ علم کو نئی معلومات سے جوڑنے کی ترغیب دے۔ ایسے سوالات طلبہ کے اندر تجسّس پیدا کرتے ہیں اور انہیں مختلف امکانات پر غور کرنے، اپنی رائے قائم کرنے اور اپنے خیالات کو اعتماد کے ساتھ بیان کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ درست انداز میں پوچھا گیا سوال طلبہ کو موضوع کی گہرائی تک پہنچنے اور مختلف پہلوؤں کے درمیان تعلق کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ اس طرح سوال کرنے کا عمل محض معلومات کی جانچ کے بجائے فکری نشوونما کا مؤثر ذریعہ بن جاتا ہے۔

ایک مؤثر سوال:

- واضح، مختصر اور قابلِ فہم ہوتا ہے۔
- طلبہ میں تجسّس اور غور و فکر پیدا کرتا ہے۔
- صرف "ہاں" یا "نہیں" کے جواب تک محدود نہیں ہوتا۔
- "کیوں؟" اور "کیسے؟" پر سوچنے کی ترغیب دیتا ہے۔
- سابقہ علم کو نئی معلومات سے جوڑتا ہے۔
- مختلف آرا اور ممکنہ جوابات کی گنجائش پیدا کرتا ہے۔
- جواب کے ساتھ دلیل پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- طلبہ کی ذہنی سطح اور سیکھنے کی ضروریات کے مطابق ہوتا ہے۔
- طلبہ کو تنقیدی اور تخلیقی انداز میں سوچنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

جب کلاس روم میں سوالات **"کیا؟" سے آگے بڑھ کر "کیوں؟" اور "کیسے؟"** کی طرف لے جائیں تو سیکھنے کا عمل زیادہ گہرا اور بامعنی ہو جاتا ہے۔ بامقصد سوالات یک طرفہ تدریس کو ایک فعال تعلیمی مکالمے میں بدل دیتے ہیں، جہاں طلبہ صرف سننے والے نہیں رہتے بلکہ سوچنے، سوال کرنے، دلیل دینے اور مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ یہی انداز طلبہ میں **تنقیدی سوچ، خود اعتمادی اور خود سیکھنے کی صلاحیت** کو فروغ دیتا ہے اور علم کو کتاب سے نکال کر عملی زندگی سے جوڑنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ **اس عمل سے طلبہ میں دوسروں کی رائے سننے، اپنے مؤقف کی وضاحت کرنے اور نئے خیالات کو قبول کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔**

عام سوال سے مؤثر سوال تک:

سوال پوچھنے کا انداز طلبہ کی سوچ کی سطح پر براہِ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ بعض سوالات صرف یہ جانچتے ہیں کہ طالب علم کو کوئی حقیقت یا معلومات یاد ہے یا نہیں، جبکہ مؤثر سوالات اسے معلومات کو سمجھنے، ان کا اطلاق کرنے، وجہ تلاش کرنے اور نتیجہ اخذ کرنے کی طرف لے جاتے ہیں۔ استاد اگر عام سوال کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ تجزیاتی اور بامقصد بنا دے تو وہی سوال طلبہ کے لیے گہری سوچ اور سیکھنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

عام سوال:

"پانی کس درجہ حرارت پر ابلتا ہے؟"

یہ سوال زیادہ تر طالب علم کی یادداشت کو جانچتا ہے۔

مؤثر سوال:

"اگر پانی کو پہاڑ کی چوٹی پر گرم کیا جائے تو کیا اس کے ابلنے کے درجہ حرارت میں فرق آئے گا؟ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں؟"

اس سوال میں طالب علم کو سوچنے، وجہ تلاش کرنے، سابقہ علم استعمال کرنے اور نتیجہ اخذ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

یاد رکھیں:

اچھا سوال صرف جواب حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ سوچ کا عمل شروع کرنے کے لیے پوچھا جاتا ہے۔

"اچھا سوال وہ نہیں جو صرف جواب تک پہنچائے، بلکہ وہ ہے جو سوچ کے نئے دروازے کھول دے، تجسّس کو بیدار کرے اور طالب علم کو خود غور کرنے، دلیل تلاش کرنے اور نئی حقیقتوں تک پہنچنے کی راہ دکھائے۔"

سوالات کی مختلف سطحیں:

مؤثر تدریس میں سوالات کو صرف معلومات یاد کروانے تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ استاد کو چاہیے کہ سوالات کو بتدریج اس انداز میں ترتیب دے کہ طالب علم یادداشت سے فہم، فہم سے اطلاق اور پھر تجزیاتی و تخلیقی سوچ کی طرف بڑھے۔ مختلف ذہنی سطحوں کے سوالات طلبہ کو ایک ہی موضوع کو مختلف زاویوں سے دیکھنے، اپنے علم کو نئی صورتِ حال میں استعمال کرنے اور نئے خیالات پیدا کرنے کا موقع دیتے ہیں۔

یادداشت:

پودے کو خوراک بنانے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے؟

فہم:

سورج کی روشنی پودے کے لیے کیوں ضروری ہے؟

اطلاق:

اگر پودے کو کئی دن روشنی نہ ملے تو اس پر کیا اثر پڑے گا؟

تجزیہ:

روشنی اور اندھیرے میں رکھے گئے پودوں کی نشوونما میں کیا فرق ہوگا اور کیوں؟

تخلیقی سوچ:

پودے کی بہتر نشوونما جانچنے کے لیے آپ ایک تجربہ کیسے ترتیب دیں گے؟

یاد کرنا ← سمجھنا ← اطلاق کرنا ← تجزیہ کرنا ← تخلیق کرنا

سوال پوچھنے کے بعد استاد کا کردار:

مؤثر سوال پوچھنا تدریسی عمل کا صرف پہلا مرحلہ ہے؛ اصل اہمیت اس بات کی بھی ہے کہ استاد سوال کے بعد طلبہ کے ردِ عمل کو کس انداز سے سنبھالتا ہے۔ سوال پوچھتے ہی خود جواب بتا دینا یا ہمیشہ انہی طلبہ کو موقع دینا جو فوراً ہاتھ کھڑا کرتے ہیں، باقی طلبہ کی سوچ اور شرکت کو محدود کر سکتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ سوچنے کے لیے مناسب وقت دے، مختلف طلبہ کو شامل کرے اور نامکمل یا غلط جواب کو بھی مزید سیکھنے کا موقع بنائے۔

سوال پوچھنے کے بعد:

- طلبہ کو سوچنے کے لیے مناسب وقت دیں۔
- مختلف طلبہ کو جواب دینے کا موقع دیں۔
- پوری کلاس کو ذہنی طور پر سوال میں شامل کریں۔
- غلط جواب کو فوراً مسترد کرنے کے بجائے رہنمائی کریں۔

محفوظ ماحول سے گہری سوچ تک:

سوال و جواب کا عمل اسی وقت حقیقی معنوں میں مؤثر بنتا ہے جب طلبہ خود کو کلاس روم میں محفوظ، پُر اعتماد اور قابلِ احترام محسوس کریں۔ اگر طالب علم کو غلط جواب پر مذاق یا تنقید کا خوف ہو تو وہ سوال کرنے اور اپنی رائے پیش کرنے سے گریز کر سکتا ہے۔ استاد کا مثبت رویہ، توجہ سے سننا اور مختلف خیالات کا احترام طلبہ کو آزادانہ سوچنے اور اظہار کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ اس طرح کلاس روم صرف سبق سننے کی جگہ نہیں رہتا بلکہ دریافت، مکالمے اور فعال سیکھنے کا ماحول بن جاتا ہے۔

سبق کے بعد استاد خود سے پوچھے:

- کیا میرے سوالات نے تمام طلبہ کو سوچنے کا موقع دیا؟
- کیا سوالات صرف یادداشت تک محدود تھے یا گہری سوچ بھی پیدا ہوئی؟
- کیا طلبہ نے اپنے جوابات کی وجہ بیان کی؟
- کیا میں نے مختلف آرا کو مناسب جگہ دی؟
- کیا میرے سوالات نے طلبہ میں مزید سوالات اور تجسّس پیدا کیا؟

مزید سوچ پیدا کرنے والے سوالات:

"آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں؟"

"کیا آپ کوئی مثال دے سکتے ہیں؟"

"اس جواب کی کوئی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے؟"

"اگر صورتِ حال بدل جائے تو کیا جواب بھی تبدیل ہوگا؟"

بہترین تدریس وہ نہیں جس میں استاد سب سے زیادہ بولے، بلکہ وہ ہے جس میں طلبہ سب سے زیادہ سوچیں، سوال کریں، دریافت کریں اور دلیل کے ساتھ اپنے خیالات بیان کریں۔

"مؤثر سوال صرف ایک جواب تک نہیں پہنچاتا، بلکہ سیکھنے اور سوچنے کے نئے راستے کھولتا ہے۔"

مالک خان سیال

استاد کا لہجہ: بچے کی شخصیت پر خاموش اثر

تعلیم صرف کتاب، کاپی اور نصاب کا نام نہیں؛ تعلیم ایک ماحول کا نام ہے، ایک رویّے کا نام ہے، ایک ایسے تعلق کا نام ہے جو استاد اور طالب علم کے درمیان روزانہ خاموشی سے بنتا رہتا ہے۔ اس تعلق میں استاد کی شخصیت، اس کا اندازِ گفتگو، اس کی آنکھوں کا تاثر، چہرے کی نرمی، الفاظ کا انتخاب اور سب سے بڑھ کر لہجہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

بچہ استاد کے کہے ہوئے الفاظ شاید وقت کے ساتھ بھول جائے، مگر استاد کے لہجے سے پیدا ہونے والا احساس دیر تک اس کے اندر زندہ رہتا ہے۔ ایک نرم، پُراعتماد اور حوصلہ افزا لہجہ بچے کو سیکھنے کے لیے آمادہ کرتا ہے، جبکہ سخت، طنزیہ یا تحقیر آمیز لہجہ اس کے اندر خوف، جھجھک اور خود اعتمادی کی کمی پیدا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کا لہجہ بچے کی شخصیت پر ایک خاموش مگر گہرا اثر ڈالتا ہے۔

لہجہ صرف آواز نہیں، تربیت کا ذریعہ ہے

اکثر ہم سمجھتے ہیں کہ لہجہ صرف بولنے کے انداز کا نام ہے، حالانکہ لہجہ ایک مکمل پیغام ہوتا ہے۔ کبھی الفاظ درست ہوتے ہیں مگر لہجہ سخت ہوتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بات دل تک پہنچنے کے بجائے دل کو چوٹ پہنچا دیتی ہے۔ اس کے برعکس کبھی اصلاح کی بات بھی نرم لہجے میں کہی جائے تو بچہ اسے قبول کر لیتا ہے۔

مثلاً ایک استاد اگر کہے:

- ❑ تمھیں یہ سوال ابھی تک نہیں آیا؟ تو بچہ شرمندہ ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر وہی بات یوں کہی جائے:

- ❑ کوئی بات نہیں، ہم اسے ایک بار پھر آسان طریقے سے سمجھ لیتے ہیں۔

تو بچہ خوف کے بجائے اطمینان محسوس کرے گا۔

یہی فرق بچے کے سیکھنے، بولنے، سوال کرنے اور اپنی غلطی تسلیم کرنے کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔

بچے کا دل نازک ہوتا ہے

بچے کا ذہن سیکھ رہا ہوتا ہے، مگر اس کا دل محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ وہ صرف یہ نہیں دیکھتا کہ استاد نے کیا پڑھایا، بلکہ یہ بھی محسوس کرتا ہے کہ استاد نے اسے کس انداز سے مخاطب کیا۔ کیا استاد نے اس کی غلطی پر اسے شرمندہ کیا؟ کیا استاد نے اس کی کوشش کو سراہا؟ کیا استاد نے اس کے سوال کو اہمیت دی؟ کیا استاد نے کمزور بچے کو بھی عزت دی؟

کلاس روم میں استاد کا ایک جملہ کسی بچے کے لیے حوصلے کا دروازہ کھول سکتا ہے، اور ایک سخت جملہ اس کے اندر خاموشی کی دیوار بھی کھڑی کر سکتا ہے۔ بعض بچے بار بار ڈانٹ سن کر سوال کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ کچھ بچے غلطی کے خوف سے کوشش نہیں کرتے۔ کچھ بچے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ وہ کمزور، نالائق یا دوسروں سے کم تر ہیں۔ حالانکہ اصل مسئلہ ان کی صلاحیت نہیں، بلکہ انہیں ملنے والا رویّہ ہوتا ہے۔

اچھا لہجہ بچے کو کیا دیتا ہے؟

ایک محبت بھرا اور متوازن لہجہ بچے کو سب سے پہلے تحفظ کا احساس دیتا ہے۔ جب بچہ محسوس کرتا ہے کہ استاد اسے عزت دیتا ہے، اس کی غلطی پر اسے ذلیل نہیں کرتا، اس کی بات سنتا ہے اور اسے بہتر بننے کا موقع دیتا ہے تو بچہ کلاس روم کو ایک محفوظ جگہ سمجھنے لگتا ہے۔

ایسا ماحول بچے میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔ وہ سوال پوچھتا ہے، جواب دینے کی کوشش کرتا ہے، غلطی سے نہیں ڈرتا، اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنی شخصیت کو مثبت انداز میں بناتا ہے۔ اچھا لہجہ بچے کو یہ پیغام دیتا ہے:

تم اہم ہو۔ تم سیکھ سکتے ہو۔ تم بہتر ہو سکتے ہو۔ تمہاری کوشش قابل قدر ہے۔ یہی پیغام بچے کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

سخت لہجہ کب نقصان دہ بن جاتا ہے؟

استاد کا مقصد عموماً بچے کی اصلاح ہوتا ہے، مگر بعض اوقات اصلاح کا انداز سختی، طنز یا غصے میں بدل جاتا ہے۔ جب استاد بار بار کہتا ہے:

- ❑ تم سے نہیں ہوگا۔
- ❑ تم ہمیشہ غلط کرتے ہو۔
- ❑ اتنی سی بات بھی سمجھ نہیں آتی؟" "کلاس میں سب سے کمزور تم ہی ہو۔

تو یہ جملے بچے کے ذہن میں اپنی ذات کے بارے میں منفی تصویر بنا دیتے ہیں۔

بچہ رفتہ رفتہ اپنے بارے میں یہی سوچنے لگتا ہے کہ وہ واقعی کمزور ہے۔ پھر وہ کوشش کم کر دیتا ہے، سوال پوچھنے سے گھبراتا ہے، کلاس میں خاموش رہتا ہے یا کبھی کبھی ضدی اور غصیلا بھی ہو جاتا ہے۔ یوں ایک سخت لہجہ صرف ایک لمحے کی بات نہیں رہتا، بلکہ بچے کی شخصیت، مزاج اور تعلیمی کارکردگی پر اثر چھوڑتا ہے۔

اصلاح ضرور کریں، مگر عزت کے ساتھ

کلاس روم میں نظم و ضبط ضروری ہے۔ غلطی کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ مگر اصلاح کا مطلب بچے کی عزت کم کرنا نہیں۔ ایک اچھا استاد غلطی پر بات کرتا ہے، بچے کی ذات پر نہیں۔ وہ عمل کو درست کرتا ہے، شخصیت کو نشانہ نہیں بناتا۔ مثلاً

- ❑ "تم بہت لاپرواہ ہو" کہنے کے بجائے کہا جا سکتا ہے": آج کام مکمل نہیں ہوا، آئندہ ہم اسے وقت پر مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔
- ❑ "تمہیں کچھ نہیں آتا" کہنے کے بجائے کہا جا سکتا ہے: یہ حصہ ابھی مزید مشق چاہتا ہے، ہم مل کر اسے بہتر کریں گے۔

استاد کا لہجہ کلاس روم کا ماحول بناتا ہے

کلاس روم میں استاد کا لہجہ پورے ماحول کا رنگ متعین کرتا ہے۔ اگر استاد کا انداز پرسکون، باوقار اور مثبت ہو تو بچے بھی نسبتاً پُرسکون رہتے ہیں۔ اگر استاد کا لہجہ ہر وقت غصے، جلد بازی یا تنقید سے بھرا ہو تو کلاس میں خوف، بے چینی اور دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

استاد کا لہجہ بچوں کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ اختلاف کیسے کیا جاتا ہے، غلطی پر کیسے بات کی جاتی ہے، کمزور ساتھی کے ساتھ کیسا رویّہ رکھا جاتا ہے اور دوسروں کی عزت کیسے کی جاتی ہے۔ گویا استاد صرف الفاظ سے نہیں، اپنے لہجے سے بھی اخلاق، تہذیب اور برداشت سکھاتا ہے۔

حوصلہ افزائی کا لہجہ

حوصلہ افزائی کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بات پر بے جا تعریف کی جائے۔ اصل حوصلہ افزائی یہ ہے کہ بچے کی کوشش کو دیکھا جائے، اس کی بہتری کو تسلیم کیا جائے اور اسے اگلا قدم اٹھانے کی ہمت دی جائے۔ مثلاً:

- تم نے آج پہلے سے بہتر لکھا ہے۔
- تمہاری کوشش اچھی ہے، تھوڑی سی مزید توجہ سے کام بہت بہتر ہو جائے گا۔
- غلطی ہونا کوئی مسئلہ نہیں، غلطی سے سیکھنا اصل کامیابی ہے۔
- مجھے خوشی ہے کہ تم نے کوشش کی۔

یہ جملے بچے کے اندر مثبت توانائی پیدا کرتے ہیں۔ بچہ محسوس کرتا ہے کہ استاد صرف نتیجہ نہیں دیکھ رہا، بلکہ میری محنت بھی دیکھ رہا ہے۔

کمزور بچوں کے لیے لہجے کی اہمیت

کلاس میں ہر بچہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کچھ بچے تیز سیکھتے ہیں، کچھ کو وقت چاہیے ہوتا ہے۔ کچھ بچے گھر کے ماحول، زبان، اعتماد، صحت یا جذباتی مسائل کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لیے استاد کا لہجہ اور بھی زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔ کمزور بچے کو بار بار ڈانٹنے سے وہ بہتر نہیں ہوتا، بلکہ مزید پیچھے جا سکتا ہے۔ اسے ایسے لہجے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے احساس دلائے کہ وہ اکیلا نہیں، استاد اس کے ساتھ ہے۔ بچے کے اندر امید پیدا ہوتی ہے جب استاد کہتا ہے:

- تم آہستہ آہستہ بہتر ہو رہے ہو۔
- میں تمہاری مدد کے لیے موجود ہوں۔
- آج صرف ایک چیز بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

استاد کے لیے چند عملی اصول

استاد اپنے لہجے کو بہتر بنانے کے لیے چند باتوں کا خاص خیال رکھ سکتا ہے:

- بچے کی غلطی پر فوراً سخت ردِ عمل نہ دیں، چند لمحے توقف کریں۔
- بچے کی ذات کے بجائے اس کے عمل پر بات کریں۔
- طنز، مذاق اڑانے اور تقابل سے پرہیز کریں۔
- کمزور بچے کو بھی عزت سے مخاطب کریں۔
- غصے کی حالت میں فیصلہ کن جملے نہ کہیں۔
- پوری کلاس کے سامنے بچے کو شرمندہ کرنے سے بچیں۔
- بچے کی کوشش کو نتیجے سے زیادہ اہمیت دیں۔
- آواز کا اتار چڑھاؤ متوازن رکھیں۔

چند مؤثر جملے جو استاد استعمال کر سکتا ہے

- ❑ اچھا سوال ہے، اس پر بات کرتے ہیں۔
- ❑ تمہاری کوشش قابلِ تعریف ہے۔
- ❑ غلطی سیکھنے کا حصہ ہے۔
- ❑ ہم اسے دوبارہ سمجھ لیتے ہیں۔
- ❑ آج تم نے پہلے سے بہتر کام کیا ہے۔
- ❑ مجھے یقین ہے تم مزید بہتر کر سکتے ہو۔
- ❑ آؤ، اسے آسان طریقے سے دیکھتے ہیں۔
- ❑ تمہاری بات اہم ہے، پہلے اسے مکمل کرو۔
- ❑ جلدی نہیں، اطمینان سے سوچو۔
- ❑ ہم سب سیکھنے کے عمل میں ہیں۔

کلاس روم سرگرمیاں

سرگرمی 1: لہجے کا فرق محسوس کریں

مقصد: اساتذہ کو یہ سمجھانا کہ ایک ہی جملہ مختلف لہجوں میں مختلف اثر پیدا کرتا ہے۔

طریقہ کار:

استاد یا ٹرینر ایک جملہ تین انداز میں ادا کرے: سخت، معمولی اور حوصلہ افزا۔ مثلاً: یہ کام دوبارہ کرو۔

پھر اساتذہ یا طلبہ سے پوچھا جائے:

کون سا انداز بہتر لگا؟ کس انداز سے خوف محسوس ہوا؟ کس انداز سے کام بہتر کرنے کا دل چاہا؟

نتیجہ: شرکاء کو اندازہ ہوگا کہ الفاظ کے ساتھ لہجہ بھی پیغام کا حصہ ہوتا ہے۔

سرگرمی 2: جملہ بدلیں، اثر بدلیں

مقصد: سخت یا منفی جملوں کو مثبت اور اصلاحی جملوں میں بدلنے کی مشق کرنا۔

طریقہ کار:

اساتذہ کو چند جملے دیے جائیں:

تم ہمیشہ شور کرتے ہو۔ تمہیں کچھ سمجھ نہیں آتا۔

تم بہت سست ہو۔ یہ کیا بے کار کام کیا ہے؟

اساتذہ ان جملوں کو مثبت انداز میں تبدیل کریں۔

ممکنہ بہتر جملے:

- ❑ ہمیں کلاس میں خاموشی برقرار رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔
- ❑ یہ حصہ مشکل لگ رہا ہے، آؤ اسے دوبارہ سمجھتے ہیں۔
- ❑ کام تھوڑا آہستہ ہو رہا ہے، آج اسے وقت پر مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- ❑ اس کام میں بہتری کی گنجائش ہے، آؤ اسے مزید اچھا بناتے ہیں۔

سرگرمی 3: تین مثبت جملے روزانہ

مقصد: کلاس روم میں مثبت ماحول پیدا کرنا۔

طریقہ کار:

ہر استاد روزانہ کم از کم تین بچوں کو ان کی کوشش، بہتری یا اچھے رویّے پر مثبت جملہ کہے۔ مثال کے طور پر:

- ❑ آج تم نے بہت توجہ سے کام کیا۔
- ❑ تمہاری لکھائی پہلے سے بہتر ہے۔
- ❑ تم نے دوست کی مدد کر کے اچھا کام کیا۔

نتیجہ: چند دنوں میں کلاس کا ماحول زیادہ خوش گوار اور بااعتماد ہو سکتا ہے۔

سرگرمی 4: خاموش مشاہدہ

مقصد:

استاد اپنے لہجے اور ردِ عمل کا جائزہ لے۔

طریقہ کار:

استاد ایک دن کلاس کے بعد پانچ منٹ نکال کر خود سے یہ سوالات کرے:

- ❑ آج میں نے کس بچے کو حوصلہ دیا؟
- ❑ کیا میں نے کسی بچے سے سخت لہجے میں بات کی؟
- ❑ کیا کسی بچے کو میری بات سے شرمندگی محسوس ہوئی ہو گی؟
- ❑ کل میں اپنے لہجے میں کون سی ایک بہتری لا سکتا ہوں؟

نتیجہ:

استاد میں خود احتسابی اور تدریسی شعور پیدا ہوتا ہے۔

سرگرمی 5: عزت والا کلاس روم

مقصد:

بچوں میں بھی اچھے لہجے اور باعزت گفتگو کی عادت پیدا کرنا۔

طریقہ کار:

کلاس میں ایک چارٹ بنایا جائے جس کا عنوان ہو: ''ہماری گفتگو کے اصول۔ اس میں بچوں کی مدد سے اصول لکھے جائیں:

- ❑ ہم ایک دوسرے کی بات مکمل سنیں گے۔
- ❑ ہم مذاق نہیں اڑائیں گے۔
- ❑ ہم غلطی پر ہنسنے کے بجائے مدد کریں گے۔
- ❑ ہم نرم لہجے میں بات کریں گے۔
- ❑ ہم شکریہ اور معذرت کے الفاظ استعمال کریں گے۔

نتیجہ:

بچے استاد کے ساتھ ساتھ آپس میں بھی بہتر لہجہ اپنانا سیکھتے ہیں۔

استاد کے لیے مختصر خود جائزہ

ہر ہفتے استاد اپنے آپ سے یہ سوالات پوچھ سکتا ہے:

- ❑ کیا میرے لہجے سے بچوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے؟
- ❑ کیا بچے مجھ سے سوال پوچھنے میں آسانی محسوس کرتے ہیں؟
- ❑ کیا میں غلطی پر بچے کی ذات کے بجائے اس کے عمل کی اصلاح کرتا ہوں؟
- ❑ کیا میں کمزور بچوں کے ساتھ زیادہ نرمی اور رہنمائی سے پیش آتا ہوں؟
- ❑ کیا میری کلاس میں بچے عزت، تحفظ اور حوصلہ محسوس کرتے ہیں؟

اگر ان سوالات کے جواب مثبت ہیں تو استاد کا لہجہ بچے کی شخصیت سازی میں مثبت کردار ادا کر رہا ہے۔

اختتامیہ

استاد کا لہجہ ایک خاموش تربیت ہے۔ یہ بچے کے دل میں اترتا ہے، اس کی سوچ کو بناتا ہے، اس کی خود اعتمادی کو مضبوط یا کمزور کرتا ہے اور اس کے سیکھنے کے سفر کو آسان یا مشکل بنا دیتا ہے۔ ایک اچھا استاد صرف سبق نہیں پڑھاتا، وہ اپنے لہجے سے بچے کو عزت، اعتماد، حوصلہ، برداشت اور انسانیت بھی سکھاتا ہے۔

بچے پھولوں کی طرح ہوتے ہیں۔ سختی سے وہ مرجھا سکتے ہیں، مگر محبت، نرمی اور حکمت سے کھل اٹھتے ہیں۔ استاد کا نرم اور باوقار لہجہ ان پھولوں کے لیے روشنی بھی ہے، پانی بھی اور سایہ بھی۔ اس لیے ہر استاد کو چاہیے کہ وہ اپنے الفاظ کے ساتھ اپنے لہجے کو بھی تربیت کا حصہ بنائے، کیونکہ کبھی کبھی ایک نرم جملہ بچے کی پوری زندگی کا رخ بدل دیتا ہے۔

یاسر نواز

پڑھانا اور سکھانا — فرق کیا ہے؟

پڑھانا صرف معلومات، کتابی مواد اور سبق کو طالب علم تک پہنچانے کا عمل ہے، جبکہ سکھانا اس سے کہیں آگے کی چیز ہے۔ سکھانے کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم نہ صرف بات کو سمجھے بلکہ اسے اپنی عملی زندگی میں استعمال بھی کر سکے۔ ایک اچھا استاد صرف یہ نہیں دیکھتا کہ اس نے سبق مکمل کر لیا، بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ طالب علم نے واقعی کچھ سیکھا بھی ہے یا نہیں۔

پڑھانے سے سکھانے تک کا سفر

- معلومات کو طالب علم تک پہنچانا۔
- سبق کو سمجھنے میں مدد دینا۔
- علم کو عملی زندگی سے جوڑنا۔
- طالب علم کی سوچ کو بہتر بنانا۔
- سیکھنے میں دلچسپی پیدا کرنا۔
- صرف سبق مکمل کرنے کے بجائے سیکھنے کو ترجیح دینا۔

"تعلیم کا مقصد صرف علم دینا نہیں، بلکہ سوچنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔"

"Teaching is not just telling; it is helping students understand."

پڑھانا معلومات دیتا ہے، سکھانا سمجھ پیدا کرتا ہے

روایتی پڑھانے (Teaching) میں زیادہ تر استاد کا کردار فعال ہوتا ہے جہاں وہ صرف معلومات کو منتقل کرتا ہے اور طالب علم ایک غیر فعال سننے والے کی حیثیت سے بیٹھ کر صرف معلومات ذخیرہ کرتا ہے۔ اس کے برعکس، **حقیقی سیکھنے (Learning)** کا عمل طالب علم کو مرکزِ توجہ بناتا ہے۔ اس میں طالب علم محض لکیر کا فقیر نہیں بنتا، بلکہ وہ خود سوچتا ہے، سوالات اٹھاتا ہے، عملی تجربات کرتا ہے اور اپنے مشاہدات سے خود نتائج اخذ کرنا سیکھتا ہے۔ حقیقی سیکھنے کا آغاز وہاں ہوتا ہے جہاں طالب علم "کیا؟" کے ساتھ "کیوں؟" اور "کیسے؟" بھی سمجھنے لگتا ہے۔

اگر کوئی طالب علم کسی سائنسی، ریاضیاتی یا اخلاقی تعریف (Definition) کو صرف رٹ کر امتحان میں لکھ دے لیکن اپنی عملداری اور روزمرہ زندگی میں اس کا اطلاق نہ کر سکے، تو یہ علم کا نہیں بلکہ محض رٹہ بازی اور پڑھنے کا مظاہرہ ہے۔

معلومات سے سمجھ تک

- رٹنے کے بجائے سمجھنے پر توجہ دینا تاکہ علم حقیقی معنوں میں حاصل ہو
- "کیا" کے ساتھ "کیوں" اور "کیسے" کو سمجھ کر گہری سوچ پیدا کرنا۔
- طلبہ کو سوال کرنے، تجسّس بڑھانے اور بہتر سیکھنے کے مواقع دینا۔
- عملی مثالوں کے ذریعے مشکل تصورات کو آسان اور واضح بنانا۔
- طلبہ کو سوچنے، تجزیہ کرنے اور درست نتیجہ اخذ کرنے کی ترغیب دینا۔

- تخلیقی حاصل شدہ علم کو عملی زندگی میں مؤثر انداز سے استعمال کرنا۔
- صلاحیتوں کو فروغ دینا اور نئے خیالات پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- مسائل کو حل کرنے اور خود سیکھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- سیکھنے کے عمل کو دلچسپ، مؤثر اور زندگی بھر جاری رہنے والا بنانا۔

"علم وہی مفید ہے جو انسان کے عمل اور سوچ میں نظر آئے۔"

"The goal of education is understanding, not memorization."

اصل کامیابی طالب علم کی تبدیلی ہے

ایک باا‌ثر اور کامیاب استاد کی شناخت اس بات سے نہیں ہوتی کہ اس نے نصاب کے کتنے صفحات مکمل کروائے یا کتنی کتابیں ختم کروائیں، بلکہ اس کی حقیقی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کے زیرِ تربیت طالب علم کی سوچ، رویے، اور کردار میں کتنی مثبت اور پائیدار تبدیلی آئی ہے۔

- **فکر و تفکر کا فروغ :** اگر ایک سبق طالب علم کو محض رٹنے کے بجائے خود سوچنے، تنقیدی نظر سے دیکھنے اور مسائل کا حل تلاش کرنے کے قابل بنا دے، تو یہی اصل تعلیم کا جوہر ہے۔
- **رہنمائی کا اصل مقصد :** استاد کا بنیادی مقصد صرف سوالات کے بنے بنائے جوابات دینا نہیں، بلکہ طالب علم کے اندر تجسّس اور سوال اٹھانے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے تاکہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر خود جواب تلاش کرنے اور درست فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکے۔
- **شخصیت اور کردار سازی :** تعلیم کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ ایسی اعلیٰ اخلاقی و تفکری صلاحیتیں بیدار کرنا ہے جو طالب علم کو ایک بہترین انسان اور ذمہ دار شہری بنائیں۔
- **عملی زندگی سے ربط :** حقیقی استاد علم کو کتابی حدوں سے نکال کر عملی زندگی، جدید چیلنجز اور تخلیقی صلاحیتوں سے جوڑتا ہے، تاکہ طالب علم صرف ڈگری حاصل نہ کرے بلکہ بصیرت اور حکمت کا حامل بنے۔

"اچھا استاد جواب نہیں دیتا، سوال پیدا کرتا ہے۔"

"A good teacher creates independent thinkers."

اچھا استاد کیسے سکھاتا ہے؟

اچھا استاد طلبہ کو صرف لیکچر نہیں دیتا بلکہ انہیں سرگرمیوں، سوالات، مثالوں اور عملی تجربات کے ذریعے سیکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ وہ ہر طالب علم کی صلاحیت کو سمجھتا ہے اور ایسی فضا پیدا کرتا ہے جہاں طالب علم غلطی کرنے سے نہ ڈرے بلکہ غلطی سے سیکھے۔ اس طرح کلاس روم صرف کتاب پڑھنے کی جگہ نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا ماحول بن جاتا ہے جہاں حقیقی سیکھنے کا عمل جاری رہتا ہے۔

پڑھانے سے آگے، سکھانے کی طرف

پڑھانا استاد کا کام ہے، لیکن سکھانا استاد کی ذمہ داری ہے۔ تعلیم کا اصل مقصد صرف امتحان میں اچھے نمبر حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسے انسان تیار کرنا ہے جو علم کو سمجھیں، اسے عملی زندگی میں استعمال کریں اور نئے مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔ اس لیے ایک کامیاب استاد وہ نہیں جو سب کچھ خود بتا دے، بلکہ وہ ہے جو اپنے طلبہ میں خود سیکھنے، سوچنے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت پیدا کر دے۔

مؤثر تدریس کے طریقے

- لیکچر کے ساتھ عملی سرگرمیوں کا استعمال۔
- سوالات کے ذریعے طلبہ کو متحرک کرنا۔
- روزمرہ زندگی کی مثالیں دینا۔
- ہر طالب علم کی صلاحیت کو سمجھنا۔
- غلطی کو سیکھنے کا ذریعہ بنانا۔
- ایسا ماحول پیدا کرنا جہاں طلبہ اعتماد سے سیکھ سکیں۔

حقیقی تعلیم کا مقصد

- تعلیم کو امتحان تک محدود نہ رکھنا۔
- علم کو عملی زندگی سے جوڑنا۔
- خود سیکھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- تنقیدی اور تخلیقی سوچ کو فروغ دینا۔
- نئے مسائل کا حل تلاش کرنے کے قابل بنانا۔
- طالب علم کو ایک ذمہ دار اور خود مختار انسان بنانا۔

"تعلیم وہ ہے جو انسان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھائے۔"

"The true purpose of teaching is to make learning possible."

اصغر حمید

استاد کا لباس، انداز اور باوقار شخصیت

استاد صرف پڑھاتا نہیں، نظر بھی آتا ہے

تعلیم صرف کتاب، قلم اور نصاب کا نام نہیں بلکہ شخصیتوں سے بھی منتقل ہوتی ہے۔ ایک بچہ اپنے استاد سے صرف الفاظ اور معلومات نہیں سیکھتا بلکہ استاد کو دیکھ کر بہت کچھ سیکھتا ہے۔ استاد کیسے لباس پہنتا ہے، کس طرح کلاس میں داخل ہوتا ہے، طلبہ سے کیسے گفتگو کرتا ہے، غلطی پر کیا ردِ عمل دیتا ہے اور دوسروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے — یہ سب طلبہ کے لیے خاموش اسباق ہوتے ہیں۔

اسی لیے استاد کی شخصیت کو تعلیم کا ایک اہم ذریعہ کہا جا سکتا ہے۔ ایک صاف ستھرا، باوقار، خوش اخلاق اور متوازن استاد طلبہ کے دل میں احترام اور اعتماد پیدا کرتا ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ باوقار شخصیت کا مطلب مہنگے لباس یا ظاہری شان و شوکت نہیں بلکہ سادگی، صفائی، سلیقے، خوش اخلاقی اور اچھے کردار کا مجموعہ ہے۔

لباس: استاد کی شخصیت کا پہلا تعارف

کلاس روم میں داخل ہوتے ہی استاد کی شخصیت کا پہلا تاثر اس کے لباس اور ظاہری حلیے سے قائم ہوتا ہے۔ اس لیے استاد کا لباس صاف، ستھرا، سادہ اور اسکول کے ماحول کے مطابق ہونا چاہیے۔ لباس کی قیمت سے زیادہ اس کی صفائی، ترتیب اور مناسبت اہم ہے۔ ضروری نہیں کہ استاد ہر روز نیا یا قیمتی لباس پہن کر آئے۔ صاف ستھرا اور مناسب لباس، سنورے ہوئے بال، صاف جوتے اور مرتب حلیہ استاد کی شخصیت کو باوقار بناتے ہیں۔

لباس شخصیت کو نمایاں کرے، شخصیت لباس کی نمائش نہ بن جائے۔

استاد کا لباس اسکول کے ماحول اور معاشرتی اقدار سے ہم آہنگ ہونا چاہیے، کیونکہ وہ طلبہ کے لیے ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے۔

صفائی، سلیقہ اور شخصیت

لباس کے ساتھ ذاتی صفائی بھی استاد کی شخصیت کا اہم حصہ ہے۔ صاف لباس، مرتب بال، صاف جوتے اور مجموعی طور پر خوش نما حلیہ طلبہ کو صفائی اور سلیقے کا عملی سبق دیتا ہے۔ استاد اگر خود کلاس روم اور اسکول کے ماحول کی صفائی کا خیال رکھتا ہے تو وہ بغیر کسی لیکچر کے بچوں کو ایک اہم تربیتی سبق دے رہا ہوتا ہے۔ استاد کو صرف صفائی کا حکم دینے کے بجائے خود صفائی کی مثال بننا چاہیے۔

اندازِ گفتگو: الفاظ سے شخصیت بنتی ہے

استاد کی شخصیت کا ایک بڑا پہلو اس کا اندازِ گفتگو ہے۔ اس کا لہجہ نرم، واضح، بااعتماد اور شائستہ ہونا چاہیے۔ نظم و ضبط قائم کرنا ضروری ہے، لیکن اس کے لیے ہر وقت سخت لہجہ اختیار کرنا مناسب نہیں۔ اگر استاد ہر معمولی بات پر غصہ کرے، بلند آواز میں بولے یا طلبہ کو سب کے سامنے شرمندہ کرے تو بچوں کے دل میں اس کے لیے خوف تو پیدا ہو سکتا ہے، اعتماد نہیں۔ اس کے برعکس باوقار استاد غلطی کی اصلاح کرتا ہے، بچے کی شخصیت کو نشانہ نہیں بناتا۔

مثلاً "تم بہت لاپرواہ ہو" کہنے کے بجائے "اس کام میں کچھ غلطیاں ہوئی ہیں، آیئے انہیں بہتر کرتے ہیں" کہنا زیادہ مؤثر اور تربیتی انداز ہے۔

استاد کو طنز، تحقیر، نام بگاڑنے اور غیر ضروری ڈانٹ سے گریز کرنا چاہیے۔ اس کے بجائے سوال، رہنمائی، حوصلہ افزائی اور اصلاح کا انداز اپنانا چاہیے۔ استاد کا انداز تکبرانہ کی بجائے مصلحانہ اور مشفقانہ ہونا چاہیے۔ اس کے دل میں اپنے طلبہ کے لیے انتقام کی بجائے خیر خواہی اور حوصلہ افزائی کا جزبہ موجزن ہونا چاہیے۔ ایسا ہی استاد ایک بہترین معاشرے میں نسل نو کا حقیقی معمار ہو سکتا ہے۔ اور ایک ایسے ہی استاد سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ فرائض معلمی کی انجام دہی کا حق ادا کرے گا۔

نشست و برخاست اور جسمانی انداز

وقار صرف لباس اور گفتگو میں نہیں بلکہ استاد کے چلنے، بیٹھنے اور کلاس میں موجود رہنے کے انداز میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ استاد جب کلاس میں داخل ہو تو اس کے انداز سے اعتماد اور سنجیدگی محسوس ہونی چاہیے۔ کلاس میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا، طلبہ کی طرف متوجہ ہونا، مناسب انداز میں کھڑا ہونا اور گفتگو کے دوران طلبہ کی طرف دیکھنا استاد کی شخصیت کو مؤثر بناتا ہے۔ باوقار استاد کی جسمانی زبان میں اعتماد ہوتا ہے مگر تکبر نہیں؛ سنجیدگی ہوتی ہے مگر سختی نہیں؛ دوستانہ پن ہوتا ہے مگر غیر ضروری بے تکلفی نہیں۔

طلبہ سے تعلق: محبت بھی، حدود بھی

ایک اچھا استاد طلبہ کے قریب ہوتا ہے لیکن اپنی پیشہ ورانہ حدود کو بھی برقرار رکھتا ہے۔ طلبہ کو محسوس ہونا چاہیے کہ استاد ان کی بات سنتا ہے، ان کے مسائل سمجھتا ہے اور ضرورت کے وقت ان کی مدد کرتا ہے۔ بہت زیادہ سخت استاد سے بچے خوف زدہ ہو سکتے ہیں جبکہ بہت زیادہ بے تکلف استاد سے نظم و ضبط متاثر ہو سکتا ہے۔ بہترین راستہ محبت اور وقار کا توازن ہے۔ استاد طلبہ سے خوش اخلاقی سے بات کرے، ان کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرے اور ان کی حوصلہ افزائی کرے، لیکن ایسا مزاح یا بے تکلفی نہ ہو جو استاد یا طالب علم کے وقار کو متاثر کرے۔ خاص طور پر کسی بچے کی کمزوری یا غلطی کو پوری کلاس کے سامنے مذاق کا موضوع نہیں بنانا چاہیے۔ اصلاح ہمیشہ بچے کی عزتِ نفس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہونی چاہیے۔ اس سب کا تعلق استاد کی شخصیت میں موجود حکمت و دانائی جیسی خصوصیات کے ساتھ وابستہ ہے۔ استاد اگر حکیم و دانا ہے اور طلبہ کی نفسیات کو سمجھتا ہے تو ایک بہتر نسل کی تیاری کے لیے وہ ایک بہترین معمار ہے۔

غصے میں بھی وقار

کلاس روم میں بعض اوقات شور، شرارت، ہوم ورک نہ کرنا یا ہدایت پر عمل نہ کرنے جیسی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر استاد کا اصل امتحان اس کا ردِ عمل ہوتا ہے۔ باوقار استاد غصے میں چیخنے چلانے کے بجائے چند لمحے رک سکتا ہے، کلاس کو خاموش ہونے کا موقع دے سکتا ہے اور پھر واضح ہدایت دے سکتا ہے۔ اگر کسی بچے سے انفرادی گفتگو ضروری ہو تو اسے پوری کلاس کے سامنے ذلیل کرنے کے بجائے مناسب موقع پر الگ سمجھانا بہتر ہے۔ طاقت کا مطلب بلند آواز نہیں، اپنے جذبات پر قابو رکھنا ہے۔ استاد مشکل حالات میں بھی اپنا توازن برقرار رکھے تو طلبہ برداشت، صبر اور جذبات پر قابو رکھنے کا عملی سبق سیکھتے ہیں۔

باوقار استاد کے پانچ ستون

- سادگی : لباس اور رہن سہن میں غیر ضروری نمائش کے بجائے صفائی، سادگی اور سلیقہ اختیار کرنا ہی اصل سادگی ہے۔
- صفائی : ایک بنیادی صفت ہے ، لباس، ذاتی حلیے اور ماحول میں صفائی اور ترتیب کا اہتمام کرنا۔
- شائستگی : گفتگو، لہجے اور برتاؤ میں احترام اور نرمی برقرار رکھنا۔
- خود اعتمادی : کلاس میں اعتماد کے ساتھ گفتگو کرنا اور اپنے مضمون پر گرفت رکھنا۔
- کردار : انصاف، وقت کی پابندی، وعدے کی پاسداری، تحمل اور خود احتسابی کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا ضروری ہے. یہ وہ اوصاف ہیں جو کسی بھی شخصیت کو ایک معزز، باوقار اور مثالی شخصیت بناتے ہیں، اور ہمیشہ مثالی شخصیت ہی کو لوگ فالو کرتے ہیں، طلبہ کے لیے ایک ایسی قابل تقلید شخصیت استاد ہو سکتا ہے۔

یہ اوصاف مل کر استاد کی ایسی شخصیت تشکیل دیتے ہیں جو صرف کلاس کو منظّم نہیں کرتی بلکہ طلبہ کی شخصیت سازی میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم صرف کتابوں کو پڑھنے کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تعمیر شخصیت اور کدار سازی کے عمل کا نام ہے جو ایک بہترین شخصیت کا حامل استاد ہی سرانجام دے سکتا ہے۔

ارسلان شاکر

آرزو کا اک جہان تازہ پیدا کر دیا

تعلیم ہر بچے کا بنیادی حق ہے، لیکن یتیمی اور معاشی مشکلات کے باعث بہت سے بچے اس حق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لیے کفالت، تعلیم اور تربیت محض ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک عظیم انسانی اور دینی ذمہ داری بھی ہے۔ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے ہمیشہ معاشرے کے محروم اور مستحق بچوں تک معیاری تعلیم پہنچانے کو اپنی ترجیحات میں شامل رکھا ہے۔ اسی سوچ کو عملی صورت دیتے ہوئے مئی 2026ء میں ONSD شعبہ کے زیرِ انتظام **غزالی سکول آف ایکسیلنس، میانوالی** کا قیام عمل میں آیا، جو خصوصی طور پر یتیم بچوں کو معیاری تعلیم، بہترین تربیت اور مستقبل کے لیے ضروری مہارتیں فراہم کرنے کے عزم کے ساتھ خدمات انجام دے رہا ہے۔

اس ادارے کی بنیاد اس تصور پر رکھی گئی ہے کہ کسی بچے کی یتیمی اس کے خوابوں کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی چاہیے۔ باقی ریگولز سکولز کی طرح بچہ سارا دن سکول میں نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں کے بعد شام کو اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ وقت گزارے۔ غزالی سکول آف ایکسیلنس میں صرف یتیم بچوں کو داخلہ دیا جاتا ہے اور ان کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی بنیادی ضروریات، شخصیت سازی اور مستقبل کی تیاری پر بھی بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ یہاں بچوں کو محض نصابی تعلیم تک محدود رکھنے کے بجائے ایسا جامع تعلیمی ماحول فراہم کیا جا رہا ہے جہاں علم، کردار، ٹیکنالوجی، تخلیقی صلاحیت اور خوداعتمادی ایک ساتھ پروان چڑھیں۔ ابتدائی عمر کے بچوں کی بہتر تعلیمی و ذہنی نشوونما کے لیے ادارے میں ECCE کلاس روم بھی قائم کیا گیا ہے، جہاں بچوں کو عمر کے تقاضوں کے مطابق سرگرمی پر مبنی اور دلچسپ انداز میں سیکھنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تجربہ کار اور باصلاحیت اساتذہ پر مشتمل ٹیم بچوں کی تعلیمی رہنمائی کے ساتھ ان کی اخلاقی اور شخصی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دے رہی ہے۔

غزالی سکول آف ایکسیلنس میں بچوں کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے روایتی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیمی پروگرامز بھی جاری ہیں۔ ادارے میں STEM Education کے ذریعے سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی کو عملی سرگرمیوں سے مربوط کیا جا رہا ہے، جبکہ Robotics کے ذریعے طلبہ میں منطقی سوچ، مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت، تخلیقی فکر اور عملی مہارتوں کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ بچوں کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرانے کے لیے **بہترین کمپیوٹر لیب** بھی موجود ہے، جہاں وہ ڈیجیٹل دنیا کی بنیادی اور جدید مہارتیں سیکھنے کے مواقع حاصل کر رہے ہیں۔

غزالی سکول آف ایکسیلنس میں تعلیم کو کتاب اور کلاس روم تک محدود نہیں رکھا گیا۔ **ہم نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں، کھیلوں، تخلیقی سرگرمیوں اور مطالعاتی و تعلیمی دوروں** کے ذریعے بچوں کو اپنی صلاحیتیں دریافت کرنے اور انہیں عملی طور پر بروئے کار لانے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ ادارے کا کشادہ پلے گراؤنڈ بچوں کی جسمانی صحت اور مثبت سرگرمیوں کے لیے اہم ذریعہ ہے، جبکہ مختلف تعلیمی و مطالعاتی دورے ان کے مشاہدے، تجربے اور معلومات میں وسعت پیدا کرتے ہیں۔

جماعت	طلبہ کی تعداد	جماعت	طلبہ کی تعداد
نرسری	13	چہارم	16
پریپ	10	پنجم	17
اول	12	ششم	9
دوم	16	ہفتم	7
سوم	22	ہشتم	3
کل طلبہ		125	

یتیم بچوں کی کفالت کے اس جامع تصور میں ان کی روزمرہ ضروریات کو بھی خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ بچوں کو **مفت معیاری تعلیم، کتابیں، نوٹ بکس، اسٹیشنری، سکول بیگز اور یونیفارم** فراہم کیے جاتے ہیں۔ ان کی آمد و رفت کے لیے **مفت پک اینڈ ڈراپ** کی سہولت موجود ہے، جبکہ تعلیمی اوقات کے دوران بچوں کو **مفت لنچ** فراہم کیا جاتا ہے تاکہ وہ اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ بچوں کی صحت کے لیے **ماہانہ مفت میڈیکل چیک اَپ** کا بھی انتظام کیا گیا ہے، تاکہ ان کی جسمانی صحت اور تعلیمی کارکردگی دونوں کا مناسب خیال رکھا جا سکے۔

غزالی سکول آف ایکسیلنس غزالی کا پائلٹ پروجیکٹ ہے۔ اس کامیاب پروجیکٹ کے بعد کوشش ہے کہ ہر ڈویژن میں کم از کم ایک ایکسیلنس سکول کا قیام لازمی ممکن بنایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو یتیم بچوں کے لیے علم، کردار، ہنر اور خود اعتمادی کا روشن مرکز بنائے، غزالی اور اس پروجیکٹ سے وابستہ تمام افراد اور معاونین کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

غزالی اسکول آف ایکسیلنس، میانوالی سے میری وابستگی میرے لیے ایک نئی ذمہ داری کے ساتھ ایک خوبصورت مقصد کا آغاز بھی ہے۔ 2026ء میں جب میں نے اس ادارے کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو میرے سامنے صرف ایک اسکول چلانے کا نہیں بلکہ ایسے بچوں کے مستقبل کو سنوارنے کا مشن تھا جو زندگی کے ابتدائی مرحلے ہی میں والدین کی شفقت سے محروم ہو چکے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ یتیمی کسی بچے کی صلاحیتوں کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننی چاہیے؛ مناسب رہنمائی، محبت، معیاری تعلیم اور سازگار ماحول ملے تو یہی بچے معاشرے کے باصلاحیت اور باکردار افراد بن سکتے ہیں۔ ہم تعلیم کے ساتھ بچوں کی اخلاقی تربیت، شخصیت سازی، تخلیقی صلاحیتوں اور جدید مہارتوں پر بھی توجہ دے رہے ہیں تاکہ وہ بدلتی ہوئی دنیا کے تقاضوں کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں۔

میرے نزدیک اس ادارے کی اصل کامیابی اس وقت ہوگی جب یہاں کا ہر بچہ اپنی محرومی کو کمزوری نہیں بلکہ اپنی جدوجہد کی طاقت بنائے، علم اور کردار کے ساتھ آگے بڑھے اور مستقبل میں اپنے خاندان، معاشرے اور ملک کے لیے ایک مفید اور ذمہ دار فرد ثابت ہو۔

یتیم طلبہ کے لیے قائم اس خصوصی تعلیمی ادارے کی قیادت کرنا میرے لیے اعزاز کے ساتھ ایک بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ ہمارا مقصد محض یتیم بچوں کو تعلیم فراہم کرنا نہیں بلکہ انہیں محبت، تحفظ، معیاری تعلیم اور باوقار زندگی کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ ڈے سکالر ماڈل کے تحت بچے دن کے اوقات میں معیاری تدریس، غذائیت بخش کھانے اور ہمہ جہت تربیتی سہولیات سے مستفید ہوتے ہیں اور دن کے اختتام پر اپنے خاندان اور سرپرستوں کے پاس واپس جاتے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ بچے روایتی تعلیم تک محدود نہ رہیں بلکہ مستقبل کی دنیا کے تقاضوں کے لیے بھی تیار ہوں۔ اسی مقصد کے تحت سکول میں **اسٹیم ایجوکیشن، روبوٹکس لیب اور جدید سکل ڈویلپمنٹ سینٹر** کے ذریعے بچوں میں تنقیدی و تخلیقی سوچ، ڈیجیٹل مہارت، مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت اور عملی تربیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

ہمارا یہ سفر ابھی اپنے ابتدائی مرحلے میں ہے؛ ان شاء اللہ ہمارا وژن ہے کہ پاکستان میں ایسے کئی **سکول آف ایکسیلنس** قائم ہوں، جہاں ضرورت مند اور یتیم بچوں کے لیے تعلیم، تربیت اور خودانحصاری کے نئے امکانات پیدا کیے جا سکیں۔

معاشرے کے ان بچوں تک معیاری تعلیم کے مواقع پہنچانا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے جو حالات کے باعث اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے مناسب مواقع حاصل نہیں کر پاتے۔ **غزالی سکول آف ایکسیلنس**، میانوالی اسی وژن کی عملی تعبیر ہے۔ اس ادارے کا قیام ہمارے لیے محض ایک نئے سکول کا اضافہ نہیں بلکہ ایک ایسے تعلیمی ماڈل کی ابتدا ہے جس میں یتیم بچوں کی ضروریات، عزتِ نفس، صلاحیتوں اور مستقبل کو مرکزِ نگاہ بنایا گیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ ادارہ وقت کے ساتھ ایک ایسا **مرکزِ امتیاز** بنے جہاں روایتی تعلیمی کامیابی کے ساتھ بچوں کو بدلتی ہوئی دنیا کے لیے تیار کیا جائے۔ ہماری اصل کامیابی اس وقت ہوگی جب یہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے بچے اپنی صلاحیتوں کے مطابق اعلیٰ تعلیم اور عملی زندگی میں آگے بڑھیں، خودانحصاری حاصل کریں اور مستقبل میں معاشرے کے لیے مثبت کردار ادا کریں۔

غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن اس ماڈل کو مزید وسعت دینے اور ملک کے مختلف علاقوں میں ایسے مواقع پیدا کرنے کے لیے پُرعزم ہے، تاکہ کسی بچے کی محرومی اس کی صلاحیتوں کے راستے میں مستقل رکاوٹ نہ بن سکے۔

ارسلان شاکر

مشعل دکھا رہے ہیں ترے نقشِ پا مجھے

(ناصر علی، وائس پرنسپل غزالی سکول بھل)

ضلع بھکر جیسے نسبتاً پسماندہ علاقے میں گزشتہ برسوں کے دوران جو مثبت تبدیلیاں اور ترقی کے آثار نمایاں ہوئے ہیں، ان کے پس منظر میں تعلیم کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ خصوصاً دیہی علاقوں میں معیاری تعلیم کی فراہمی نے نہ صرف نئی نسل کے لیے امکانات کے دروازے کھولے بلکہ معاشرتی رویوں اور سوچ میں بھی تبدیلی پیدا کی۔ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن اسی تعلیمی سفر کو آگے بڑھاتے ہوئے ایسے علاقوں میں معیاری تعلیم اور مثبت تربیت کا ذریعہ بن رہی ہے۔ غزالی سکول بھل میں ناصر علی کی تقریباً بارہ سالہ وابستگی اسی مشن سے جڑی ایک قابلِ قدر مثال ہے۔

ناصر علی نے جنوری 2014ء میں غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے بطور استاد اپنے سفر کا آغاز کیا۔ نئے ادارے اور مختلف تدریسی ماحول سے ہم آہنگ ہونا ابتدائی مرحلے کا ایک چیلنج تھا، خصوصاً جب انہیں ان جماعتوں کی تدریس سونپی گئی جن کا تجربہ انہیں اس سے قبل کم تھا۔ تاہم ادارہ جاتی رہنمائی، مسلسل محنت اور ذمہ داری کے احساس نے اس مرحلے کو کامیابی میں بدل دیا۔ وقت کے ساتھ ان کی انتظامی اور قائدانہ صلاحیتیں نمایاں ہوئیں اور آج وہ غزالی سکول بھل میں نائب پرنسپل کی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

غزالی سکول بھل میں آنے والے ہر مہمان کے لیے سب سے پہلے ناصر علی کا مسکراتا ہوا چہرہ خوش آمدید کہتا ہے۔ ان کی خوش اخلاقی، شائستگی اور معاونانہ رویہ ادارے کے ماحول کی ایک نمایاں پہچان بن چکا ہے۔ سکول کے بورڈز اور ظاہری نظم و نسق کے معاملات ہوں، سکول رجسٹریشن جیسے انتظامی امور ہوں یا ضرورت کے وقت تدریسی ذمہ داریاں، وہ ہر محاذ پر ذمہ داری کے احساس کے ساتھ پیش پیش رہتے ہیں۔ غزالی سکول بھل میں منعقد ہونے والی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی، مالی امور کی نگرانی اور ضروری وسائل کی بروقت فراہمی میں بھی ان کا کردار نمایاں ہے۔ جب کسی تقریب کے دوران شرکاء سرگرمیوں سے محظوظ ہو رہے ہوتے ہیں، وہ پسِ پردہ ہر انتظام کو بہتر انداز میں جاری رکھنے کے لیے مصروفِ عمل ہوتے ہیں۔ ایسے ہی مخلص، ذمہ دار اور خاموشی سے ادارے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے والے افراد دراصل غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا اصل چہرہ ہیں؛ وہ چہرہ جو خوش اخلاقی، خدمت، ذمہ داری اور ادارے سے وابستگی کے ذریعے غزالی کی اقدار کو عملی صورت دیتا ہے۔

ناصر علی کی شخصیت تدریس، انتظام، خدمت اور ادارے سے وابستگی کے امتزاج کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان کی عملی زندگی اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ تعلیمی ادارے صرف عمارتوں، کلاس رومز اور نصاب سے نہیں بنتے؛ ان کے اصل معمار وہ افراد ہوتے ہیں جو اپنی ذمہ داری کو محض ایک منصب نہیں بلکہ ایک امانت سمجھ کر نبھاتے ہیں۔ غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لیے ایسے ہی افراد اس کے مشن، اقدار اور تشخص کو عملی زندگی میں آگے بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔

مزاح کے آداب

ارسلان شاکر

مزاح انسان کی فطری ضرورت ہے۔ مناسب اور خوش گوار مزاح دلوں کو قریب کرتا، ماحول کو خوشگوار بناتا اور باہمی تعلقات میں محبت پیدا کرتا ہے۔ اسلام خوشی اور مسکراہٹ سے منع نہیں کرتا بلکہ مزاح میں بھی سچائی، شائستگی اور دوسروں کے احترام کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسا مذاق جو کسی کی دل آزاری، تضحیک، جھوٹ یا بے عزتی کا سبب بنے، اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہنسی مذاق کرتے ہوئے بھی اپنی زبان، الفاظ اور انداز پر قابو رکھے اور اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی خوشی کسی دوسرے کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **"اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔"** (الحجرات)۔ رسولِ اکرم ﷺ خوش مزاج تھے، صحابہ کرامؓ سے مسکراتے اور کبھی خوش طبعی بھی فرماتے، مگر آپ ﷺ کی گفتگو میں حق اور سچائی ہمیشہ قائم رہتی۔ لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ مزاح کو محبت، خوش اخلاقی اور خوشی کا ذریعہ بنائے، نہ کہ کسی کی تضحیک یا دل آزاری کا سبب۔

مزاح کے آداب

- مزاح میں سچائی کو قائم رکھیں اور جھوٹ سے بچیں۔
حدیث: میں مذاق بھی کرتا ہوں، مگر حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ (ترمذی)
- کسی شخص کا مذاق اڑانے یا اسے حقیر سمجھنے سے بچیں۔
قرآن: کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ (الحجرات)
- مزاح میں کسی کی شکل، لباس، رنگ، قد یا جسمانی خصوصیت کو موضوع نہ بنائیں۔
قرآن: اور نہ ایک دوسرے کو عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ (الحجرات)
- ایسا مذاق نہ کریں جس سے دل دکھے یا شرمندگی محسوس ہو۔
حدیث: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری، مسلم)
- مزاح میں کسی کی ذاتی یا نجی بات کو ظاہر نہ کریں۔
حدیث: مجلسوں کی باتیں امانت ہیں۔ (ابوداؤد)
- مزاح کی خاطر گالی، نامناسب الفاظ یا غیر مہذب زبان استعمال نہ کریں۔
حدیث: مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بدزبان نہیں ہوتا۔ (ترمذی)
- ہر جگہ اور ہر شخص کے ساتھ مزاح کرنے کے بجائے موقع اور ماحول کا خیال رکھیں۔
قرآن: اور جب کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔ (القصص)
- مزاح کو کسی کی عزت مجروح کرنے یا دوسروں کو اس کے خلاف اکسانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔
قرآن: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ (الحجرات)

سرگرمیاں

- طلبہ کو مختلف فرضی صورتِ حال دے کر فیصلہ کروایا جائے کہ کون سا مذاق مناسب ہے اور کون سا نامناسب۔
- بچے دو گروہوں میں تقسیم ہو کر "اچھا مذاق اور برا مذاق" کے موضوع پر مختصر رول پلے پیش کریں۔
- کلاس میں "کیا ہر بات مذاق میں کہی جا سکتی ہے؟" کے موضوع پر مختصر گفتگو کروائی جائے۔
- طلبہ ایسی مثالیں بیان کریں جن میں کسی کے ساتھ مذاق کیا گیا ہو اور پھر اس کے ممکنہ اثرات پر گفتگو کی جائے۔

مزاح اگر شائستگی، سچائی اور حدود کے ساتھ ہو تو یہ محبت اور خوشی کا ذریعہ بن سکتا ہے، لیکن نامناسب مذاق دل آزاری، بے عزتی اور تعلقات میں دوری کا سبب بن سکتا ہے۔ بچوں میں ابتدا ہی سے یہ شعور پیدا کرنا ضروری ہے کہ ہنسنا اور ہنسانا اچھی بات ہے، مگر کسی کو رنج پہنچا کر خوش ہونا اچھا اخلاق نہیں۔ ایک بااخلاق انسان وہ ہے جو اپنی خوش طبعی میں بھی دوسروں کی عزت اور احساسات کا خیال رکھے۔ آئیے ہم اپنے مزاح کو محبت، خوش اخلاقی اور شائستگی کا ذریعہ بنائیں، جھوٹ، تمسخر، دل آزاری اور بدزبانی سے بچیں اور اپنی گفتگو سے دوسروں کے لیے خوشی کا باعث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوش اخلاقی، شائستگی اور دوسروں کے احساسات کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شجر کاری مہم 2026

شجر کاری ایک صحت مند، سر سبز اور متوازن ماحول کی بنیادی ضرورت ہے۔ درخت فضا کو صاف رکھنے، آلودگی کم کرنے، موسم میں اعتدال پیدا کرنے اور انسان کو صاف و خوش گوار ماحول فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے پودا لگانا دراصل آنے والی نسلوں کے لیے ایک بہتر اور محفوظ مستقبل کی بنیاد رکھنا ہے۔

غزالی سکولز میں طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ان میں ماحولیاتی شعور اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ اسی مقصد کے تحت ہر سال اگست اور ستمبر میں شجر کاری پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے امسال بھی غزالی سکولز میں ہزاروں پودے لگائے گئے ہیں۔ اس سرگرمی کے ذریعے طلبہ کو پودے لگانے کے ساتھ ساتھ ان کی نگہداشت اور حفاظت کی اہمیت سے بھی آگاہ کیا گیا۔ ذیل میں چند تصویری جھلکیاں ملاحظہ کیجیے۔

فکرِ اقبالؒ کے فروغ کے لیے علمی اشتراک

غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور اقبال اکیڈمی پاکستان کے مابین ایک اہم مفاہمتی یادداشت (MoU) پر دستخط کیے گئے۔ اس تعاون کا مقصد علامہ محمد اقبالؒ کی فکر، فلسفے، شاعری اور پیغام کو نئی نسل تک مؤثر انداز میں پہنچانے کے ساتھ ساتھ تعلیمی، تحقیقی، ادبی اور فکری سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔ مفاہمت کے تحت اقبال شناسی سے متعلق مشترکہ تحقیقی منصوبوں، سیمینارز، لیکچرز، تربیتی پروگراموں، علمی مقابلہ جات اور مطالعاتی و تحقیقی وسائل کے تبادلے سمیت مختلف سرگرمیوں میں باہمی تعاون کیا جائے گا۔ اس موقع پر اقبال اکیڈمی پاکستان کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی اور غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر سید عامر محمود نے مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے۔

اس مفاہمت کے ذریعے طلبہ وطالبات کو فکرِ اقبال کے مطالعے، تحقیق اور عملی تفہیم کے مزید مواقع میسر آئیں گے، جبکہ اساتذہ اور محققین کے لیے بھی علمی و تحقیقی معاونت، مطالعاتی مواد اور ماہرین کی رہنمائی سے استفادہ کرنے کی راہیں ہموار ہوں گی۔ دونوں ادارے اقبال شناسی کو محض ایک مطالعاتی موضوع تک محدود رکھنے کے بجائے اسے نوجوانوں کی فکری تربیت، علمی جستجو اور کردار سازی سے مربوط کرنے کے لیے مختلف تعلیمی و علمی سرگرمیوں کو فروغ دیں گے۔

اس اشتراک کے تحت مستقبل میں سیمینارز، لیکچرز، تربیتی نشستوں، علمی مقابلہ جات، تحقیقی منصوبوں، اشاعتی و ترجمہ جاتی سرگرمیوں اور دیگر تعلیمی پروگراموں کے انعقاد کے امکانات پیدا ہوں گے۔ اقبال اکیڈمی پاکستان کی علمی و تحقیقی معاونت اور غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے وسیع تعلیمی نیٹ ورک کے باہمی اشتراک سے نوجوان نسل کو فکرِ اقبال کے بنیادی تصورات، اس کی عصری معنویت اور اس کے تعمیری پیغام سے روشناس کرانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جا سکیں گے۔ یہ اشتراک نوجوان نسل میں علمی و فکری شعور اجاگر کرنے اور فکرِ اقبال کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے فروغ دینے کی جانب ایک اہم قدم ہے۔

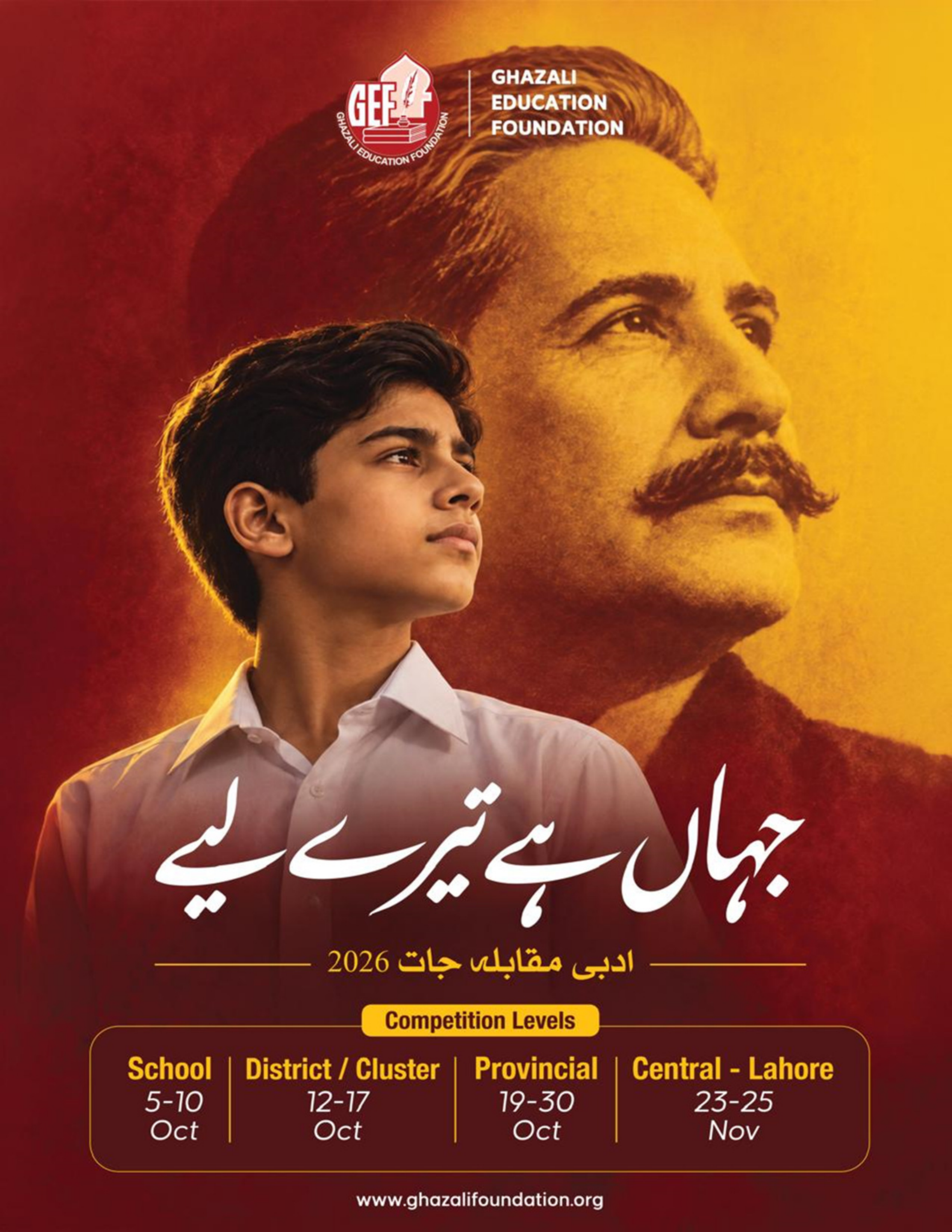
GEF
GHAZALI EDUCATION FOUNDATION
GHAZALI
EDUCATION
FOUNDATION
جہاں ہے تیرے لیے
ادبی مقابلہ جات 2026
Competition Levels
School
5-10
Oct
District / Cluster
12-17
Oct
Provincial
19-30
Oct
Central - Lahore
23-25
Nov
www.ghazalifoundation.org

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

جہاں ہے تیرے لیے

ادبی مقابلہ جات 2026

علامہ محمد اقبالؒ کے افکار اور پیغام کو نسلِ نو تک پہنچانے میں غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی ایک بامقصد کاوش

مقابلہ	تفصیل	QR CODES
کلامِ اقبال	کلامِ اقبالؒ کو خوبصورت ترنم میں پیش کرنے کا مقابلہ (پرائمری، مڈل وہائی)	Massage of Executive Director
	کلامِ اقبالؒ کو تحت اللفظ انداز میں پیش کرنے کا مقابلہ (مڈل وہائی)	
تقاریر	اقبالؒ کی فکر و پیغام پر مؤثر اردو تقاریر کا مقابلہ (پرائمری، مڈل وہائی)	
	اقبالؒ کے افکار اور پیغام پر مؤثر انگریزی تقاریر کا مقابلہ (مڈل وہائی)	Scan for Resource Manual
بیت بازی	کلامِ اقبالؒ کے اشعار کو یادداشت، برجستگی اور ادبی ذوق کے ساتھ قواعد کے مطابق پیش کرنے کا مقابلہ۔	
کوئز	علامہ اقبالؒ کی شخصیت، حیات، فکر، شاعری اور پیغام سے متعلق معلومات پر مبنی علمی مقابلہ (پرائمری، مڈل وہائی)	
ٹیبلو	طلبہ کی جانب سے اقبالؒ کی شاعری، فکر اور پیغام کو کردار، مکالمے اور منظر کشی کے ذریعے پیش کرنے کا مقابلہ (پرائمری)	Scan for Kalam-e Iqbal
پینٹنگ اینڈ ڈرائنگ	اقبالؒ کی فکر، شاعری اور تصورِ زندگی کو رنگوں اور فنِ مصوری کے ذریعے تخلیقی انداز میں پیش کرنے کا مقابلہ۔	
مضمون نویسی	فکرِ اقبالؒ کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی، فکری اور بامقصد مضمون تحریر کرنے کا مقابلہ (طلبہ و اساتذہ)	

(042) 111 438438 www.ghazalifoundation.org info@get.org.pk

رکھ کر نبیؐ کو سامنے آرائشِ کردار کر

مطالعہ سیرۃ النبیؐ منصوبہ

(مرحلہ چہارم)

غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے طلبہ و طالبات میں سیرتِ طیبہؐ سے شغف، محبتِ رسولؐ اور اسوۂ حسنہ کو عملی زندگی میں اپنانے کے جذبے کو فروغ دینے کے لیے 2021ء میں مطالعہ سیرۃ النبیؐ منصوبہ کا آغاز کیا۔ اس منصوبے کے پہلے مرحلے میں 50 سکولوں کے 997 اساتذہ، دوسرے مرحلے میں 43 سکولوں کے 3,650 طلبہ و طالبات جبکہ تیسرے مرحلے میں 116 سکولوں کے 7,231 طلبہ و طالبات نے منتخب کتبِ سیرت (ہمارے رسول پاکؐ، سب سے بڑا انسانؐ اور محمد عربیؐ) کا مطالعہ کیا اور بعد ازاں مختلف مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ ان مراحل کی کامیابی اور حاصل ہونے والی حوصلہ افزا پذیرائی کے بعد مرحلہ چہارم کا آغاز ہو چکا ہے، جس میں 206 سکولوں کے 10,864 طلبہ و طالبات سیرتِ طیبہؐ سے متعلق منتخب کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ مطالعے کے بعد طلبہ و طالبات درج ذیل مقابلہ جات میں حصہ لے سکتے ہیں:

(الف) خطاطی: حضور نبی کریمؐ کے مبارک نام یا ارشاد خوش خط لکھ کر بھیجے جا سکتے ہیں۔

(ب) مصوری: سیرت النبیؐ کے مطالعہ میں آنے والے مقامات کی خوب صورت منظر کشی کی جا سکتی ہے۔

(ج) حاصل مطالعہ: سیرت النبیؐ کے کسی عنوان یا واقعہ کو کہانی کے انداز میں پیش کرنے کا مقابلہ ہو گا۔

نوٹ: طلبا مذکورہ بالا مقابلہ جات میں زیادہ سے زیادہ (کوئی سے) دو مقابلہ جات میں بیک وقت شرکت کر سکتے ہیں۔

انعامات

پہلا انعام: 7000 روپے | دوسرا انعام: 5000 روپے | تیسرا انعام: 3000 روپے | 5 اعزازی انعامات: 2000 روپے

مقابلہ میں اپنی تخلیقات بھیجنے کی آخری تاریخ: 15 دسمبر 2026

بذریعہ ڈاک "ارسلان شاکر، E-5 ثمن برگ جوہر ٹاؤن لاہور" پر ارسال کیجیے۔ وڈیوز بھیجنے یا رہنمائی کے لیے 0304-6897136 پر وٹس ایپ کیجیے۔

ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

5-E Samanberg, Johar Town Lahore, Pakistan | 0304-6897136 | shakirarslan769@gmail.com | www.get.org.pk

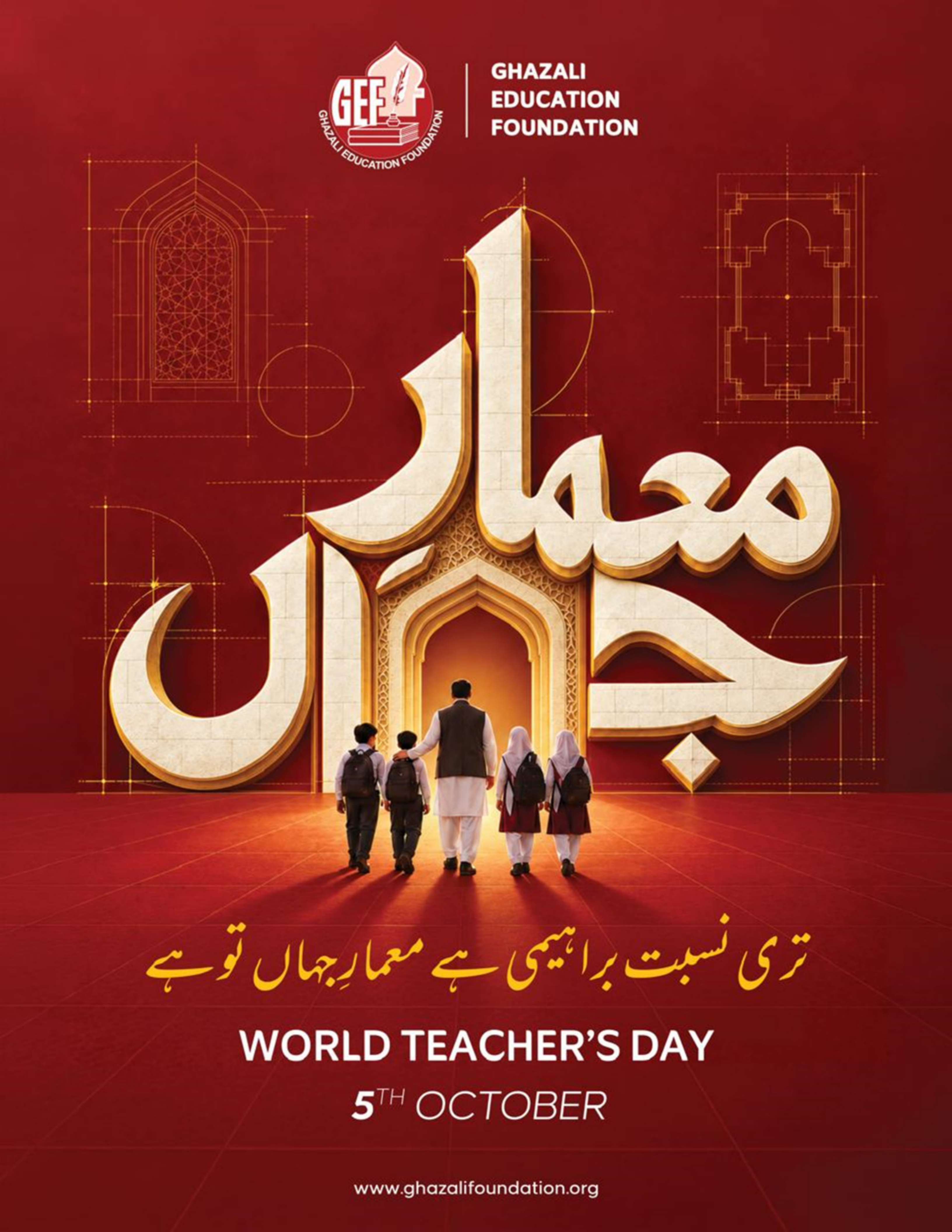
GHAZALI EDUCATION FOUNDATION
معمارِ جہاں
تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے
WORLD TEACHER'S DAY
5TH OCTOBER
www.ghazalifoundation.org

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے

WORLD TEACHER'S DAY

5TH OCTOBER

ایوارڈ برائے بہترین اساتذہ	تکریم اساتذہ واک	مقابلہ مضمون نویسی
صبح 11 تا 12 بجے	صبح 10 تا 11 بجے	صبح 9 تا 10 بجے

5 اعزازی انعامات	تیسرا انعام	دوسرا انعام	پہلا انعام
1000	3000	5000	7000

شرائط برائے مضمون نویسی

- مضمون اردو زبان میں پنسل یا پین سے تحریر کیا جائے گا۔
- مضمون نویسی کے لیے ایک گھنٹہ کا وقت دیا جائے گا۔
- مضمون کم از کم 800 اور زیادہ سے زیادہ 1000 الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔
- لکھنے کے لیے صفحات شرکاء کو مہیا کیے جائیں گے۔ پنسل اور پین طلبہ وطالبات اپنے ساتھ لائیں۔

مزید رہنمائی و معلومات کے لیے
0304-6897136

زیر انتظام: ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

بمقام: غزالی پریمئر سکول، H بلاک، فاطمہ جناح ٹاؤن، ملتان

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

الف لیلہ ڈیجیٹل لائبریری

انعامی مقابلہ

رواں سال متعدد غزالی سکولز میں **الف لیلہ ڈیجیٹل لائبریری** متعارف کروائی گئی ہے جس کا مقصد طلبہ میں مطالعہ کی عادت اور ڈیجیٹل تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ اساتذہ اور طلبہ کی باقاعدہ تفویضِ کار اور مطالعے کے جائزے کے لیے "**انعامی مقابلہ** "منعقد کیا جا رہا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

انعامات

اساتذہ کے لیے

- پہلا انعام: 5000روپے
- دوسرا انعام: 3000روپے
- تیسرا انعام: 2000روپے

طلبہ کے لیے

- پہلا انعام: 5000روپے
- دوسرا انعام: 3000روپے
- تیسرا انعام: 2000روپے

اعزازی 10 انعامات: 1000روپے

جائزہ درج ذیل نکات کی بنیاد پر لیا جائے گا:

طلبہ کے لیے:

- زیادہ سے زیادہ کتب کا مطالعہ
- پڑھنے کی عادت اور دلچسپی

اساتذہ کے لیے:

- زیادہ سے زیادہ کتب اسائن کرنا
- اسائن کی گئی کتب کی تکمیل کی تعداد

اکتوبر تا دسمبر ایڈمن پورٹل سے کارکردگی کا جائزہ لیا جائے گا۔ انعام یافتگان کا اعلان جنوری 2027ء میں کیا جائے گا۔

زیرِ انتظام: ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION
Research & Development Department

انعامی مقابلہ
My School Link

تعلیم
بہتر مستقبل کی بنیاد

مابین سکول، اساتذہ اور طلبا و طالبات

ٹیکنالوجی کے ساتھ معیاری تعلیم

My School Link ایک جدید ڈیجیٹل ایپلی کیشن ہے، جسے غزالی کے 20 سکولوں میں کامیابی سے متعارف کروایا گیا ہے۔ یہ ایپ تعلیمی و انتظامی امور کو زیادہ منظم، مؤثر اور آسان بنانے کے ساتھ طلبا و طالبات کو جدید تعلیمی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں معاون ہے۔ اس کے ذریعے اساتذہ پڑھائے گئے اسباق سے متعلق تصاویر، ویڈیوز اور تعلیمی مواد طلبہ تک پہنچاتے ہیں، جو سال بھر محفوظ رہتا ہے اور مسلسل استفادے کا ذریعہ بنتا ہے۔

ایپ کے باقاعدہ اور زیادہ سے زیادہ مؤثر استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے خصوصی انعامی مقابلہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

انعامات

نمایاں طلبہ	نمایاں خدمات	بہترین اساتذہ			بہترین فوکل پرسن	بہترین سکول
20 طلبہ	6 اساتذہ	پہلا انعام	دوسرا انعام	تیسرا انعام		
1,000 روپے	3,000 روپے	10,000 روپے	7,000 روپے	5,000 روپے	5,000 روپے	10,000 روپے

انتخاب کی بنیاد:

- ایپ کا باقاعدہ استعمال
- ہیڈ آفس کی ہدایات پر عمل درآمد اور کلاسز کی درست تشکیل
- تعلیمی مواد کی باقاعدہ ترسیل
- زیادہ سے زیادہ طلبہ کا استفادہ اور والدین کا فیڈ بیک

کارکردگی کا جائزہ ستمبر تا دسمبر ایڈمن پورٹل ریکارڈ سے لیا جائے گا، نتائج کا اعلان جنوری 2027 میں کیا جائے گا۔

زیرِ انتظام: ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

ماہنامہ

بہترین استاد
بہترین تعلم

etaleem
ای تعلیم

سیکھیے، سکھائیے

- سرگرمیوں پر مبنی معیاری مضامین
- جدید، تحقیقی اور عملی سرگرمیاں
- بچوں کی اخلاقی تربیت اور کردار سازی
- گھر اور سکول کے لیے بہترین رہنمائی

★ آج ہی سبسکرائب کریں ! ★

اپنے بچوں اور طلباء کے لیے بہترین رہنمائی کا تحفہ

سبسکرپشن کے لیے رابطہ:
0333-1211244

قیمت:
صرف 200 روپے ماہانہ

سالانہ سبسکرپشن:
2400 روپے

علمی ترقی | مفید سوچ | اخلاقی کردار | بہتر مستقبل

دلچسپ اور معلوماتی مضامین سے بھرپور